لَایَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّاالدُّعَاءُ (ترمذی)

ترجمہ: ''صرف دُعا ہی ہے جو تقدیر کو بدل سکتی ہے''۔

دُعـــا اور تقدیر

از

محترمہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

والدہ ماجدہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تعلیق: مولانا محمود حسن حسنی ندوی

ناشر: ایچ، یم، حسین ٹرسٹ
H.M.Husain Trust
Email: hmhamuwash@yahoo.com
Cell: +91 7095168679

جملہ حقوق محفوظ

طبع ثانی: ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق جنوری ۲۰۱۷ء

نام کتاب: دُعا اور تقدیر
مصنفہ: محترمہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا
تعدادِ اشاعت: 1000
صفحات: 86
قیمت: ₹50
کمپیوٹر کتابت: مولانا سید عبدالحمید قاسمی (استاذ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم رحمانیہ، حیدرآباد)
Cell: +91 9849022015

باہتمام: انجینئر محمد عثمان حیدرآبادی

انتساب

عارف باللہ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ رحمۃ اللہ علیہا

(والدین مصنفہ محترمہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا)

ملنے کا پتہ: (۱) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ 0522-2741539
(۲) دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی، یوپی 09807240512

ناشر: ایچ، یم، حسین ٹرسٹ
H.M.Husain Trust
Email: hmhamuwash@yahoo.com
Cell: +91 7095168679

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کائنات کا خالق ہے، چلانے والا ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے، اس کائنات اور قیامت کی ہر چیز کا مالک ہے اور وہ جب چاہے، جس کو چاہے، جتنا چاہے عطا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ اس سے مانگو اور وہ عطا کرے گا، اس سے مانگنے کا طریقہ بھی بتادیا کہ ''دُعا'' سے مانگو۔

غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُو رُو کر مانگی اور ذوالجلال والاکرام نے فتح عطا فرمائی۔

مصنفہ محترمہ خیر النساء بہتر رحمۃ اللہ علیہا نے ''دُعا'' اور ''دُعا مانگنے کا طریقہ'' ''دُعا اور تقدیر'' میں قلمبند کردیا ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جو ہم کو ہر وقت، اچھا ہو یا بُرا، پروردگارِ عالم کی طرف رُجوع کرنے میں نصرت کرتی ہے اور ''دُعا'' کی طرف راغب کرتی ہے۔

ہم اللہ جل جلالہ کے شکر گزار ہیں کہ یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی، مصنفہ رحمۃ اللہ علیہا نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس زبان سے میں کروں شکر ادا

تیرے انعام اور لطف بے حد ہیں

ہم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ اور مولانا واضح رشید ندوی مدظلہ کے شکر گزار ہیں کہ سرپرستی فرما کر ''عطیہ'' اور ''مقدمہ'' تحریر فرمادیا، ہم مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی مدظلہ کے بھی شکر گزار ہیں کہ حاشیہ تحریر فرما کر نانی جان کے مقالہ کے سمجھنے میں بہت بڑی مدد فرمائی؛ ویسے محمود بھائی گذشتہ پچیس سال سے ہماری نصرت اور رہبری فرماتے رہے ہیں، جس کے لیے ہم ان کا احسان مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان حضرات کے درجہ بلند فرمائے اور تادیر ان حضرات کا سایہ ہم پر سلامت رکھے، آمین۔

اس کتابچہ کی نشریات میں جو حضرات اور خواتین نے شرکت فرمائی ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں اور پروردگار سے التجا ہے کہ ان سب کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

طالبِ دُعا

انجینئر محمد عثمان حیدرآبادی

(ناظم: ایچ، ایم، حسین ٹرسٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عطیہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم باحسان ودعا بدعوتهم الى يوم الدين، أمابعد!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ عموماً اپنے مقرر کردہ دنیاوی ذرائع سے کرتا ہے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کیا جانا ظاہری لحاظ سے مخفی رہے، اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اللہ کی طرف سے اس کا کیا جانا مخفی ہونے کے باوجود انسان اس کو یقینی مانتا ہے یا نہیں اور جب یہ قرآنی حقیقت ہے کہ ہر بات اللہ کے کرنے سے ہوتی ہے اور ہر ذریعہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور ذریعہ اختیار کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے تو عقل اور ایمان دونوں کا تقاضہ ہے کہ ذریعہ اختیار کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی مانگا جائے اور اس طرح کامیابی زیادہ یقینی ہے اور اللہ سے مانگنا ہی دعاء کہلاتی ہے اور دعاء کی خصوصیت دو ہیں: ایک تو یہ کہ اس سے اپنے پروردگار سے اپنی حاجت کو پورا

کرنے کی طلب کو قوت ملتی ہے، دوسرے دعاء کا عمل عبادت کا بھی فائدہ دیتا ہے، دعا کو ''مخ العبادۃ'' (عبادت کا مغز) کہا گیا ہے؛ لہٰذا دُعا سے دونوں باتیں ہوتی ہیں، اپنی ضرورت کی تکمیل بھی اور عبادت بھی۔

مؤمن کے لیے دُعاء کارگر ذریعہ ہے، اللہ رب العالمین کی طاقت اصل طاقت ہے اور اس کی مشیت کسی بھی چیز کے انجام پانے میں اصل سبب ہے، اس سبب کو جب بھی اختیار کیا جاتا ہے تو اس سے مقصد کے حصول میں بڑی مدد ملتی ہے، اللہ تعالیٰ دعاء کو سنتا اور پسند کرتا ہے اور جب پسند کرتا ہے تو دیتا بھی ہے، یہ دینا تو کبھی اسی چیز کا دینا ہوتا ہے جس کی دعاء کی گئی ہے؛ لیکن اگر وہ چیز مانگنے والے کے لیے مفید نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کے فائدہ کی خاطر وہ چیز دینے کے بجائے اسی طرح کی کوئی دوسری مفید چیز دے دیتا ہے، اس کے مانگنے کو رد نہیں کرتا، خاص طور پر جب دعاء دل سے مانگی جائے تو بڑی کارگر ہوتی ہے، اسی طرح دعا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑی غیر معمولی پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو گئے تھے اور انہوں نے دُعا مانگی:

وَاَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

(الأنبیاء:٨٣) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور بیماریوں کو ختم کر کے ان کے نقصانات کا مداوا کیا اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دُعا کے سلسلہ میں فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرۃ:۱۸۶)

’’جب میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں قریب ہوتا ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب کہ وہ دعا کرتا ہے؛ لہٰذا مجھ سے طلب کرو اور مجھ پر یقین کرو، امید ہے کہ لوگ صحیح راستہ پر چلیں گے‘‘۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کا بڑا اہتمام کرتے تھے، بدر کے موقع پر مسلمان اتنے کمزور اور کم تعداد میں تھے کہ کامیابی کی کوئی امید نہیں تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُو رُو کر دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی کمی کو فرشتوں کو بھیج کر پوری فرمادی اور کفار کو شکست دینے کے لیے فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ پوری طاقت سے کفار کو ماریں، ان کی کمر توڑ دیں؛ چنانچہ بڑی زوردار فتح حاصل ہوئی اور بھی مثالیں ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں حیرت انگیز نتائج کی حامل اور بڑی مؤثر انداز کی ملتی ہیں، خاص طور پر طائف کی دُعاء، جو صبر و برداشت کے حالات میں اور عرفات کی دُعاء جو شکر کے موقع کی نظیر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظیم سنت کی اتباع اور اس عظیم عبادت پر عمل کی بزرگوں کی زندگیوں میں بڑی مثالیں ملتی ہیں، مجھے اپنی نانی صاحبہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو دیکھنے کو ملا، انہیں اعلیٰ درجہ کا اس کا ذوق حاصل تھا اور ایسی دعائیں کرتی تھیں کہ دوسرے کو محسوس ہوتا تھا کہ ان کا عمل میں آنا بہت مشکل

ہے، آسان نہیں، لیکن بعد میں جب ان کے صاحبزادہ اور میرے ماموں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت دین وملت کے واقعات اور ان کی مقبولیت وشہرت کے واقعات سامنے آئے تو میں نے دیکھا کہ نانی صاحبہ کی دعائیں حرف بحرف پوری ہوئیں؛ اس طرح دعا کی افادیت کا میں نے پورا مشاہدہ کرلیا، نانی صاحبہ نے دعا کے سلسلہ میں اپنا خیال اور تجربہ ضبط تحریر بھی کر دیا تھا جو مسودہ کی شکل میں ''الدعاء والقدر'' کے نام سے محفوظ تھا، اس کو شائع کیا جارہا ہے، اس کے پڑھنے والوں کو میری مذکورہ بات کی تصدیق ہوگی اور قارئین اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اس رسالہ کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے محب مخلص جناب انجینئر محمد عثمان حیدرآبادی دینی جذبہ سے حضرت مولانا اور ان کی والدہ ماجدہ کی دینی خصوصیت کی قدردانی کے طور پر شائع کررہے ہیں جو خود ان کے لیے باعث اجر ہوگا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مفید بنائے، آمین۔

محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنو)

۲۴/ رمضان ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰/ مئی ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ محمد، وعلی من والاہ، أمابعد!

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع کمالات شخصیت اور ان کی مقبولیت ومحبوبیت کا راز ان کی والدہ ماجدہ مخدومہ سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ کی دعاؤں میں نظر آتا ہے، جو ایک بڑے بزرگ عارف باللہ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، جن کی عبادت ومعرفت اور بندگی کی شان کو ان کے داماد اور مشہور عالم ومصنف حضرت مولانا سید عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة الخواطر" میں برکة الدنیا، سرالوجود، لب لباب العرفان اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات:۵۶) کی سچی تصویر وعملی تفسیر اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی وغیرہ الفاظ سے بیان کیا ہے، حضرت مولانا شاہ ضیاء النبی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خصوصیت ان کی ان عالی مرتبت صاحبزادی میں منتقل ہوگئی تھی اور ان کی یہ خصوصیت ان کی اولاد میں متعدی ہوئی، راقم کو ان سے فرزند دختری کا انتساب حاصل ہے، اس لیے اس نے ان کو بچپن سے قریب سے دیکھا، دعا،

عبادت اور معرفـــت کی خصوصیت ان میں اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ آخر رات میں وہ دیر دیر تک اس طرح سجدہ میں پڑی رہتی تھیں کہ ان کو ان کی خدمت گذار صاحبزادی خالہ محترمہ سیدہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ جو خود بھی بڑی صاحب دل اور صاحبـــ علم و معرفت خاتون تھیں، بتاتیں کہ بی بی صبح ہوگئی، ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک دوسرے عالم میں پہنچ گئی تھیں، خود بھی انہوں نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے اس انعام خصوصی کو ان الفاظ میں اپنی کتاب ''الدعــاء والقدر'' (دعــاء اور تقدیر) میں بیان کیا ہے وہ لکھتی ہیں:

''دُعــا گویا میری غذا تھی، بغیــر دعا کئے مجھے سیری نہیں ملتی، دعا کی مشغولیـــت اتنی بڑھی کہ تمام مشاغل چھوٹ گئے؛ اگر بات بھی کرتی تو دعــا کے ساتھ کرتی، کوئی گھڑی دعــا سے خالی نہ گزرتی، جمعہ گویا روزِ عید تھا اور فی الحقیقت عید کا دن ہے بھی، تمام دن دعــا کرتی، خاص کر عصر سے لیکر غروبِ آفتاب تک تنہا بیٹھ کر دعــا میں ایسی مشغول ہوجاتی کہ کسی کی طرف آنکھ نہ اٹھاتی، مرغ کی ہر آواز پر اور ہر آذان کے ساتھ دعا کرتی حتی الامکان کوئی وقت دعــا کا ضائع نہ کرتی اور کوئی بات نہ چھوڑتی، ہر خوف سے امان مانگتی اور ہر خوبی کی طالب ہوتی، یہ اس مالک حقیقی کی رحمت وعنایت تھی کہ جو جو معاملات زندگی میں پیش آنے والے ہوتے دعــا کے وقت سب پیش نظر ہوجاتے اور اس قدر جوش پیدا ہوجاتا کہ بے خودی ہوجاتی اور تمام جگہ آنسوؤں سے تر ہوجاتی اور اس کی شان قدرت پر نظر کر کے تڑپ جاتی جس طرح مرغ ذبح ہوتے ہوئے تڑپتا ہے

مگر بے خودی میں بھی دعا جاری رہتی، ہر وقت اپنے قیافہ پر نظر کرتی اور کہتی ؎

جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے
تیرا ہی عالم میں نام ہوگا

سجدے سے سر ہرگز نہ اٹھاتی جب تک دل کو کچھ تسکین نہ ہو جاتی، دعا کے بعد مجھے اس قدر تسکین ہوتی کہ گویا رحمت کے دروازے کھل گئے ہیں اور میں خزانہ رحمت لوٹ رہی ہوں''۔

سجدہ ریزی، دعا و مناجات میں ان کا انہماک اس قدر بڑھ جاتا تھا جس کو انہی کے اشعار میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے، جو اس سجدہ ریزی میں ان کا حال تھا ؎

نہ اٹھوں گی میں اس در سے کوئی مجھ کو اٹھا دیکھے
مجھے ہے آرزو جس کی اٹھوں گی میں وہی لے کر

اور وہ پھر اس یقین و اعتماد کے ساتھ اٹھتیں کہ ان کی سبھی دعائیں سن لی گئیں اور وہ مقصد بھی حاصل ہوا جو ایک مومن کا تمام اعمال میں رضائے الٰہی کا ہوتا ہے، وہ کہتی ہیں ؎

یہ شان دیکھی نرالی جو مانگے تجھ سے تو اس سے راضی
بلا کے دینا کرم ہے تیرا یہ فضل بھی ہے کمال بھی ہے

چونکہ دعا کی قبولیت کے اثرات وہ مختلف آثار سے محسوس کر لیتی تھیں، رؤیائے صالحہ سے بشارت و تقویت پا لیتی تھیں، اس مناسبت سے انہوں نے بعض اہم انعامات کو بھی ذکر کیا جو اگرچہ ان کے ذاتی احوال سے متعلق ہیں لیکن

ان کی تعبیر ان کی زندگی میں ظاہر ہوئی اور حقیقت میں ان کی صحیح تعبیر ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا کام ومقام محتاج تعارف نہیں، فوائد دعا کے باب میں انہوں نے اپنے ان چند منامات ومبشرات کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے: ''دُعا سے مجھے بے شمار فائدے حاصل ہوئے، پہلا فائدہ یہ ہوا کہ جو دعا کر کے سوتی تو خواب میں مجھے بشارت ملتی اور جس کام کا مجھ سے تعلق ہوتا اس کی برائی یا بھلائی صاف طور سے نظر آتی، کبھی خواب میں دیکھتی اور کبھی فال نیک ملتی اور اپنی کامیابی کے آثار نظر آتے، کبھی یہ بھی ہوا کہ دعا میں آنکھ جھپک گئی تو یہ معلوم ہوا کہ سرہانے کوئی کھڑا کہہ رہا ہے کہ گھبراؤ نہیں، یہ سن کر میں ہوشیار ہوگئی اور دعا سے فارغ ہوکر شکر ادا کیا ۔

شکر اس کا کرے نہ کیوں بہتر جو کہ ہر لحظہ مہرباں ہوئے
تسلی دی مجھے اس نے اسی دم گئی در پر میں جب اس کبریا کے

پیش نظر کتاب ''الدعاء والقدر'' (دعا اور تقدیر) کے تعلق سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کاروانِ زندگی'' میں لکھا ہے کہ: ''اس رسالہ میں انہوں نے دعا کی تاثیر، تقدیر کی کارفرمائی اور اپنے رویائے صادقہ اور مبشرات لکھے ہیں'' اور پھر ان کے منامات ومبشرات میں ایک اہم خواب کا ذکر کیا ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے اور وہ ان کی شادی کے متعلق ہے جو بعد میں مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی سے ہوئی، حضرت مولانا لکھتے ہیں: ''خود والدہ صاحبہ کی زبان سے اس قصہ کو سنیے وہ اپنے رسالہ ''الدعا والقدر'' میں لکھتی ہیں: ''جس

طرف سے زیادہ کوششیں تھیں وہ میرے حقیقی چچا کا گھر تھا، دو بہنیں میری اس گھر میں منسوب ہو چکی تھیں، یہ گھر ایک مدت سے سرسبز اور آباد تھا، دنیاوی اعتبار سے گھر خوبی میں بے مثال تھا، مال ودولت، عزت، شرم وحیاء، صورت وسیرت غرض اس سے بہتر کوئی گھر نہ تھا، یہ ہمارے لیے باعث فخر سمجھا جاتا تھا، والدہ محترمہ کی دلی خواہش اسی طرف تھی، اپنے حقیقی بھائی کے گھر پر بھی اس کو ترجیح دیتیں اور مجھے بھی یہ گھر عزیز تھا، تمام باتیں میرے موافق تھیں، مگر والد مرحوم کا خیال تھا کہ مفلس ہو مگر متقی پرہیزگار ہو، یہ خوبی یہاں نہیں پائی جاتی تھی"۔

اس کشمکش اور تردد وانتظار کے زمانہ میں والدہ صاحبہ نے جن کو ہمیشہ خوابوں سے مناسبت رہی، کئی ایسے خواب دیکھے جن میں والد صاحب کے گھر کی طرف اشارہ تھا اور یہ کہ اگر یہ دونوں گھر مل گئے تو اللہ کی طرف سے خاص عنایتیں ہوں گی، اس کے آگے پیچھے ایک نہایت بشارت آمیز خواب دیکھا جس سے وہ زندگی بھر تسکین حاصل کرتی رہیں، جب وہ اس کا تذکرہ کرتیں تو ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی، وہ لکھتی ہیں:

"ایک رات کو میں نے خواب دیکھا کہ خاص اس مالک کریم رحمان ورحیم کی عنایت ومہربانی سے ایک آیت کریمہ مجھے حاصل ہوئی، صبح تک وہ زبان پر جاری تھی مگر کچھ خوف ایسا تھا کہ میں بیان نہ کرسکی، منھ سے نکلنا دشوار تھا اور اس کے معنی بھی مجھے معلوم نہ تھے، جب معنی دیکھے تو خوشی سے پھول گئی اور تمام فکر وغم بھول گئی، اپنی اس خوش نصیبی پر فخر کیا اور اس خواب کو بیان کیا، ہر شخص سن کر رشک

کرتا اور والد مرحوم خوشی میں رونے لگے، وہ آیت کریمہ یہ ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(السجدۃ:۱۷) ''سو کسی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو کرتے تھے'' بالآخر نانا صاحب کا فیصلہ اور ارادہ غالب رہا اور ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں بخیر وخوبی یہ رشتہ ہو گیا'' (کاروان زندگی:۱/ ۳۲،۳۳)۔

نانی مرحومہ نے کتاب کے آخر میں کتاب کے تعلق سے کچھ باتیں لکھی ہیں اور وہ دعائیں لکھی ہیں جو انہوں نے اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے اور سبھی کے لیے نثر میں مانگی ہیں جس میں آخری دعا ان کی یہ ہے:

یا اُرحم الراحمین! تو مجھ سے خوش اور راضی ہو اور وہ نعمتیں دے کہ میں اپنی گدائی پر فخر کروں اور عالم میں قابل رشک بنوں'' اور اس شعر میں اپنا حال پیش کیا ؎

کیوں نہ ہو بہتر در اعلیٰ سے اب تو کامیاب
مل گیا ہے جب تجھے اس کی گدائی کا خطاب

کتاب کے تعلق سے ان کا مدعا یہ ہے کہ: ''یہ کتاب میں نے کسی اور غرض سے نہیں لکھی بلکہ اس غرض سے لکھی ہے کہ جو لوگ دعا کی اہمیت نہیں سمجھتے اور اس کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں، وہ اس کو دیکھ کر اپنے خیال خام سے باز رہیں اور دعا کر کے تمام خوبیوں سے بہرہ ور ہوں، میں نے تمام اوقات دعا کے اور جو کچھ مجھے دعا سے حاصل ہوا صاف صاف بتا دیئے، اب اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے وہ اس پر عمل کرے، مجھے جو کچھ حاصل ہوا وہ دعا کی برکت ہے،

میں کسی قابل نہ تھی، میں ایک ایسی بدترین خلق تھی جو کسی شمار میں نہ آسکتی تھی، یہ اس کا عین فضل تھا جو مجھے دعا کی توفیق دی؛ ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ خوبیاں۔

نہیں تھی میں کسی قابل جہاں میں
مگر سب کچھ دیا اس نے بلا کے"

اور آخر میں انہوں نے یہ وصیت کی ہے جس میں طبقہ نسواں کو خطاب کیا ہے: "اے میری پیاری بچیو! اور اے عزیز بہنو! اگر تم تمام خوبیوں سے بہرہ ور ہونا اور اس وقت کی آفتوں سے بچنا چاہتی ہو تو دعا کرو، اس سے زیادہ کوئی چیز باعث راحت ونجات نہیں، یہ وقت نہایت خطرناک ہے اور کوئی دوسری تدبیر کر کے اس سے بچنا محال ہے"۔

خال مخدوم ومعظم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی قدس سرہٗ جوان کی تمام دعاؤں اور تمناؤں کا مرکز ومحور تھے اور ان کو وہ جو دیکھنا چاہتی تھیں وہ اس کتاب سے اور ان کے مجموعہ مناجات کلید باب رحمت سے دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے، وہ میری نانی تھیں، میں بھی ان کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کرتا وہ فرماتیں: "علی کے کاموں میں ساتھ رہو، ہماری دعائیں تمہارے ساتھ رہیں گی"۔

اس حقیقت کو خود حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی قدس سرہ نے ان الفاظ میں اپنی کتاب کاروانِ زندگی میں بیان کیا ہے: "انہوں نے دل کھول کر میری اصلاح وتربیت، حصول علم اور قبولیت وکامیابی کے لیے دعائیں مانگنے کو اپنا وظیفہ اور ورد بنالیا؛ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے نظم ونثر میں جو کچھ نکلوایا

اس کی مثال اس دور میں ملنی مشکل ہے، فرماتی تھیں کہ ایسی پریشانی کے زمانہ میں میاں (میرے نانا رحمۃ اللہ علیہ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ پرانے خواب کو یاد دلا رہے ہیں جس میں انہوں نے (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السجدۃ:١٧)) کی بشارت سنی تھی اور فرما رہے ہیں کہ تم اس قدر کیوں پریشان ہو، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے جو دو حرف آئے اور خدا کے نیک اور مقبول بندوں سے جو قرب کی دولت اور ان کی شفقت اور دعاؤں کی نعمت حاصل ہوئی وہ انہیں مضطربانہ دعاؤں کی برکت ہے أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ أَءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ (النمل:٦٢) ”بتاؤ کون ہے جو مجبور و مضطر کی صدا سنتا ہے؟ اور اس کی مصیبت دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں یکے بعد دیگرے بساتا ہے“ (کاروانِ زندگی:١/ ٨٣، ٨٤)۔

ان کی عجیب شان تھی، فضول اور لایعنی کاموں سے ان کو نفرت تھی، برائی برداشت نہ تھی، عشاء بعد جلدی سو کر آخر شب میں اٹھنا اور پھر نماز کے لیے سب کو بیدار کرنا اور پھر سونے نہ دیتیں اور خود ان کا تو پورا وقت حقوق کی ادائیگی، اُمور خانہ داری اور گھر کے کام کاج میں حصہ لینے کے ساتھ تعلق مع اللہ اور دعا و مناجات میں ایسی مشغولیت کا تھا کہ جو ان کی گوناگوں صفات و خصوصیات سے واقف نہ ہو، وہ یہ سمجھے گا کہ دعا و مصلّٰی کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا کام نہیں ہے، وہ بچوں کی تربیت و تعلیم میں بھی حصہ لیتی تھیں، نبیوں اور بزرگوں کے قصوں کے

ذریعہ اور واقعات سنا کر حوصلہ دلاتیں جس کا مجھے بھی ان کے نواسہ ہونے کی حیثیت سے تجربہ ہوا اور فائدہ پہنچا۔

انہوں نے کئی کتابیں لکھیں، جن میں ان کی مناجاتوں کا مجموعہ ''کلید باب رحمت'' اور تربیتی مضامین کا مجموعہ ''حسن معاشرت'' بہت مقبول ہوا اور برابر ان کی مانگ رہتی ہے اور اس کے ایڈیشن نکلتے رہتے ہیں، ان کے علاوہ پکوان کے متعلق مجموعہ مضامین ''ذائقہ'' بھی بہت پسند کی گئی، کسی وجہ سے ان کی پیش نظر کتاب ''الدعاء والقدر'' (دعا اور تقدیر) شائع ہونے سے رہ گئی تھی؛ حالانکہ اس کا حوالہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ''کاروانِ زندگی'' میں بھی دیا ہے اور ان کے متعلق کتاب ''ذکر خیر'' میں بھی اس کا تذکرہ ہے، لیکن کل أمر مرهون بوقته (ہر کام اپنے وقت سے جڑا ہوا ہے) ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ظہور برابر ہوتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت جناب محمد عثمان صاحب حیدرآبادی زید لطفہ کے حصہ میں رکھی تھی جو اس طور پر برابر ان کی دعاؤں میں شریک ہیں کہ انہوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بیرونی اسفار میں راحت پہنچا کر بڑی دعائیں لیں ان کی نظر سے اس کے قلمی نسخہ کا عکس گذرا اور اس کو پڑھ کر ان کے اندر اس کا داعیہ پیدا ہوا کہ موجودہ حالات میں اس کی افادیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے، جب کہ دینی حقائق اور دعا و مناجات کے فوائد وتاثیر پر اعتقاد کمزور ہوتا جا رہا ہے اور دعا آدمی کرتا ہے مگر اس کو اس پر یقین

نہیں ہوتا جب کہ دعا کی قبولیت یقین سے جڑی ہوئی ہے، حدیث شریف میں آیا ہے: وأنتم موقنون بالاجابة ''کہ قبولیت کے یقین کے ساتھ تم دعا کرنے والے بنو''۔

میں ان کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کے ملاحظہ کرنے اور کچھ تاثرات قلمبند کرنے کے ذریعہ شریک سعادت کیا اور اس پر ایک نظر فرزند عزیز مولوی سید جعفر مسعود حسنی ندوی سلمہ اور نواسہ مولوی سید محمود حسن حسنی ندوی سلمہ نے بھی ڈالی اور بعض جگہ وضاحت کی ضرورت محسوس کر کے حاشیہ میں اس کو واضح کیا اور کتاب کے نام ''الدعا والقدر'' کو واضح کرنے کے لیے ''دعا اور تقدیر'' کا اضافہ کیا، میں اسے ایک اچھی پیشکش کے طور پر دیکھتا ہوں جو بندہ کو اپنے خالق سے جوڑنے میں معاون ہوگی جس کے مشتملات دعا کی اہمیت اور تاثیر اور اس سلسلہ میں تجربات ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ ایچ ایم حسین ٹرسٹ کے لیے یہ کوشش بڑی باعث خیر و برکت اور سبھی لوگوں کے لیے بڑے دینی اور ایمانی نفع کا باعث ہوگی وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں رائے بریلی
(۲۰/ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقتِ دُعا

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم

یہ شان دیکھی تری نرالی جو مانگے تجھ سے تو اس سے راضی
بلا کے دینا کرم ہے تیرا یہ فضل بھی ہے کمال بھی ہے

ہزار ہزار شکر اس مالکِ حقیقی کا ہے جو ہمارا سچا رفیق اور کارساز ومددگار ہے جس نے ہمارے تمام معاملات سمجھ کر ہمیں دعا کرنے کی توفیق دی اور تمام مصیبتوں سے ہمیں بچا کر وہ خوبیاں عطا کیں جو وہم وگمان میں بھی نہ آسکتی تھیں اور پھر ہماری فلاح وبہبودی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذمہ دار ہوا، ہر وقت ہماری حفاظت کرتا ہے، جو باتیں ہمارے لیے بہتر نہیں ہیں ان کو ہم پر دشوار کر دیتا ہے اور اس طرف سے بالکل ہمیں غافل کر دیتا ہے اور جو ہمارے لیے بہتر سمجھتا ہے اس طرف ہمیں رجوع کر دیتا ہے اور اس کی ہمارے دل میں ایک ایسی خواہش پیدا کر دیتا ہے جس کے بغیر ہمیں ایک دم بھی قرار نہیں آتا؛

اگر وہ ہماری خبر نہ لیتا؛ اگر وہ ہم پر رحم نہ کرتا؛ اگر وہ ہمیں دعا کرنے کی توفیق نہ دیتا تو ہم کب کے نیست و نابود ہو گئے ہوتے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اس کی جب کچھ انعام کرنا چاہتا ہے تو کسی نہ کسی مصیبت کا نقشہ دکھا کر دُعا کی طرف رجوع کر دیتا ہے؛ پھر اپنی شانِ کبریائی اور دُعا کی عظمت دکھا کر اپنا وعدہ وفا کرتا ہے اور جن کو وہ سنوارنا اور بنانا نہیں چاہتا، یعنی اپنے انعام و اکرام کے قابل نہیں سمجھتا اُن کو تقدیر پر چھوڑ کر کہتا ہے کہ وہ اپنی تقدیر کو بھگتیں، اُن کو دُعا سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہتا، وہ صرف تقدیر کے قائل رہتے ہیں، اس کی رحمت کے قائل نہیں ہوتے، اُن کے حق میں دُعا نفع بھی نہیں کرتی، تقدیر کے جھٹکے کھایا کرتے ہیں، مجبور ہو کر رُو پیٹ لیتے ہیں اور شکایتوں سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ دُعا باعثِ رحمت ہے، یعنی جس کو دُعا کی توفیق دیجاتی ہے اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہ دلیل ہے اس کی کہ دعا دافع بلا ہوتی ہے؛ اگرچہ اس بلا کے اُترنے کا حکم ہی کیوں نہ ہو چکا ہو۔

اس باب میں اور بھی فضیلتیں ہیں، مختصراً بیان کرتی ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (الرعد:۳۹)

ترجمہ: ”اللہ جس (حکم) کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے اور تمام کتابوں کی جو اصل ہے وہ اُسی کے پاس ہے“۔

حدیث شریف میں ہے ’’دُعا قضاء وقدر الٰہی ہے اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے لیے ایک حکم مقید جاری کرتا ہے پھر جب وہ دُعا کرتا ہے تو اس کی برکت سے جو کچھ بلا آنے والی ہوتی ہے ٹال دی جاتی ہے؛ یہی دُعا کے مکرم ہونے کی دلیل ہے، دُعا دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کی عجز کی بلکہ دعا مغز عبادت یا عین عبادت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن/غافر:۶۰)۔

ترجمہ: ’’اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو کہ پہونچوں تمہاری پکار کو‘‘۔

اور ساتھ ہی اس کے بشارت بھی دیتا ہے کہ دُعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوتا، دعا مثل ہتھیار کے ہے، جس طرح ہتھیار سے مقابلہ دشمن کا کیا جاتا ہے اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا ہوتا ہے، کوئی مسلمان دعا کے لیے اللہ کی طرف منہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا سوال ضرور پورا کرتا ہے، وہ فرماتا ہے:

وَأَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سورۃ الضحیٰ:۱۰)

ترجمہ: ’’جو مانگتا ہو اس کو نہ جھڑک‘‘۔

جب وہ بندوں کو حکم کرتا ہے جو محتاج ہیں پھر وہ خود کیوں محروم کرے گا، وہ بڑا غیرت مند اور کریم ہے، اس کی صفت رحمن اور رحیم ہے، کسی کی سعی وکوشش برباد نہیں کرتا، بشرطیکہ اس کے خلاف نہ ہو کیونکہ یہ کسی کو خبر نہیں کہ میرے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا نہیں؟ وہی خوب جانتا ہے، وہ سب کی سنتا ہے اور

ہر خواہش پوری کرتا ہے؛ اگر تمام مخلوق مل کر اُس سے کوئی چیز طلب کرے تو وہ سب کو بیک وقت دے سکتا ہے؛ اس کے لیے سب آسان ہے، اس کی قدرت سے کچھ دور نہیں؛ مگر ایسی خواہش کہ تمام آسمان و زمین کا مجھے مالک کر دے یا جنت ہمارے لیے دنیا میں قائم کر دے یا جو کچھ خوبی ہے ہمیں دے اور کسی کو نہ دے اس کی شان کریمی کے خلاف ہے؛ ایسی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوتیں چاہے کوئی سر پٹ کر مر جائے، وہ مالک ہے جو چاہے کرے جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے اور وہ اپنی مخلوق میں جسے چاہے پسند کرے، یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ عاجزی کو پسند کرتا ہے، جس دعا میں اپنی عاجزی اور اس کی قدرت کا یقین ہوگا وہ دعا ضرور قبول ہوگی جو اس کی رحمت کے اُمیدوار ہو کر اڑ جاتے ہیں اور رُو رُو کر اپنی بیکسی دکھا کر کہتے ہیں کہ جب تک تو ہم پر رحم نہیں کرے گا ہم نہیں اُٹھیں گے؛ ایسے مانگنے والے کو وہ محروم نہیں کرتا، آخر دے ہی دیتا ہے ؎

ضائع نہیں وہ کرتا محنت کبھی کسی کی
دے گا ضرور اک دن مانگو تو گڑ گڑا کر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (النمل:۶۲)۔

ترجمہ: ''بھلا وہ کون ہے کہ جب بے قرار کی پکار کو پہونچتا ہے جب وہ

اسے پکارتا ہے اور مصیبت دُور کرتا ہے اور تم کو زمین کا نائب بنا دیتا ہے“۔

کچھ ایک تکلیف ہی کو دور کر دینا نہیں بلکہ ہر خواہش کو پورا کرنا اس کے لیے آسان ہے وہ جو چاہے اور جس وقت چاہے دیدے غرض دُعا کرنا باعث رحمت وعنایت ہے یا تو اسی وقت یا کسی اور وقت یا ذخیرہ کر رکھتا ہے؛ بہر حال اثر دعا کا ضائع نہیں جاتا؛ خواہ یہاں ہو یا آخرت میں اور دعا نہ مانگنا ذلت اور مصیبت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ۝۶۰ (المؤمن:۶۰) یعنی ”جو لوگ اکڑتے ہیں میری عبادت سے وہ جلد داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر“۔

دُعا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث اور ذریعۂ نجات ہے، جسے دعا کی توفیق ملی؛ گویا دارین میں اس کی نجات ہوگئی، بعض کا عقیدہ ہے کہ دُعا سے کچھ نہیں ہوتا تقدیر کا لکھا پورا ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ تقدیر کے دھوکے میں آ کر ہم تمام نعمتوں سے محروم ہو رہے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ جو کاتبِ تقدیر ہے وہی صاحبِ تدبیر بھی ہے؛ اگر مرض پیدا کرتا ہے تو دوا بھی دیتا ہے اب ہمیں اختیار ہے کہ اس کو کام میں لائیں یا بھگت کر مر جائیں، تقدیر کے تو قائل ہوں اور قدرت کے قائل نہ ہوں، تقدیر کو رویا کریں، دوسروں کو الزام دیں مگر دعا کے لیے لب نہ ہلائیں، چاہے تکلیفوں سے دل ہل

جائے، دنیا اور آخرت بگڑ جائے تو بلا سے، یہ کہہ لینگے کہ جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہوا؛ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اور باتوں کے لیے کیوں کوشش کرتے ہیں، تقدیر ہی پر کیوں نہیں اڑ جاتے، روکھا پھیکا جو ملے کھالیں، موٹا جھوٹا جو میسر آئے پہن لیں، اندھیرا ہو یا اُجالا پڑ کر سو رہیں، ان فکروں میں ہم کیوں گھلے جاتے ہیں جو تقدیر میں لکھا ہوگا وہ ہوگا اور جو لکھا تھا وہ ہوا۔

اب میں تقدیر اور تدبیر دونوں کو پیش کر کے تمام معاملات اور دعا کی تاثیر دکھاتی ہوں؛ تاکہ بخوبی معلوم ہو کہ تقدیر کیا کر رہی ہے اور تدبیر حق نے کونسا ذریعہ پیش کیا اور دعا کی تاثیر کیا ہوئی؟ تقدیر کامیاب رہی یا دُعا؟۔

تقدیر اور دُعا:

میرا باغ نہایت سرسبز اور وسیع تھا، ہر درخت کا اندازہ تو مشکل ہے، جن درختوں سے مجھے تعلق تھا اور جو جس حیثیت کے تھے ان کا اندازہ میں کر سکتی ہوں؛ گو میں نے نظر بھر کر دیکھا نہیں مگر سنا کرتی تھی کہ کوئی درخت ایسا ہے جس کی زمین بھی تنگ اور درخت بھی کمزور اور بہت مختصر، جس کی شاخیں نہ اوپر جا سکتی ہیں اور نہ زمین تک پہونچ سکتی ہیں، نہ اس میں سایہ ہے نہ پھول، جن سے دماغ معطر ہو، نہ پھل، شاخیں بھی کمزور اور کوئی درخت سایہ دار ہے، پھل بھی آچکے ہیں اور پھول بھی؛ مگر مزہ سے واقفیت نہیں؛ کیونکہ بعض پھل کچے ہیں، مزہ دار ہوتے ہیں پکنے پر، وہ بات نہیں پائی جاتی؛ مگر بہ نسبت اور

درختوں کے ہر اعتبار سے یہ درخت شاندار اور وسیع ہے؛ مگر ہوا کبھی مخالف چلتی ہے، کبھی موافق، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ہوا نہ دماغ کو تازہ کرتی ہے اور نہ آنکھوں کو ٹھنڈا، اس سے ہٹ کر کچھ فاصلہ پر جو درخت ہے وہ نہ بہت بلند ہے اور نہ پست؛ مگر نہایت سرسبز وشاداب ہے، اس میں وہ پھول اور پھل ہیں جن کی خوشبو سے سارا باغ مہک اٹھا ہے، اس کی دونوں جانب نہریں ہیں اور ہر طرف سبزہ لہلہا رہا ہے، شاخیں بار سے جھکی جاتی ہیں جیسے فیاض وقتِ کرم جھکتے ہیں [(۱)] یا جیسے نیک بندے خدا کی عنایتوں پر سجدۂ شکر بجالاتے ہیں، اس کی آبیاری کا انتظام صرف قدرت کے ہاتھ ہے اس لیے گردشِ ایام کا اثر اس پر مطلق نہیں، اس کے علاوہ جو درخت ہیں وہ بالکل اس حیثیت کے نہیں، انہیں میں سے جس درخت کا ذکر میں شروع میں کر آئی ہوں، ابتدائی کوشش میرا تعلق اس سے وابستہ کرنے کی تھی اور یہ میرے لیے خوب نہ سہی مگر بظاہر اور کوئی صورت نہ تھی، دستور کے موافق تقدیر کے میں حوالے تھی۔

قدرتِ خدا کی درمیان میں کچھ ایسا ردوبدل ہوا کہ دوسرے درخت کی طرف مجھے جھکایا گیا اور یہ صورت میرے لیے نہایت بہتر سمجھی گئی اور اس پر میں بالکل مجبور کی جارہی تھی؛ کیونکہ میرے والدین کی عین خواہش تھی، زیادہ والدۂ مرحومہ کی اس میں خوشی تھی، اس کوشش کی کامیابی انہیں دونوں کی رضامندی پر موقوف تھی، اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کیا بہتر ہے، بندے مانگتے ہیں برائی اور

وہ پہونچاتا ہے بھلائی، یہ دونوں کوششیں اس مالکِ حقیقی کے خلاف تھیں؛ کیونکہ وہ میرے خیالات اور مزاج سے خوب واقف ہے، وہ فرماتا ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرۃ:۲۸۶)۔

''یعنی اللہ تعالیٰ طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا''۔

یہ اس کی صرف آزمائش تھی ورنہ والدین کی محبت اس مالکِ حقیقی کی محبت کو کب پہونچ سکتی ہے؛ غرض اس مالکِ حقیقی نے میرے خلاف کوششیں پاکر ایک ایسی صورت پیدا کردی جس سے سب مجبور ہوگئے، کسی کو چوں و چرا کا موقع نہ ملا، اب اس کی حکمت وشفقت دیکھو! اُدھر وہ نجات کی صورت پیدا کی، اِدھر خوبیوں کے پیچھے حاصل کرنے کے لیے اختلاج پیدا کردیا کہ میں دُعائیں کرکے ہر امتحان میں کامیاب ہوں، شعر ؎

بنانا جب کہ خالق کو ہوا منظور اے بہتر
کہا تو مانگ جو چاہے کھلا ہے یہ درِ دولت

بابِ دراسبابِ دُعا:

دنیا چونکہ عالم اسباب ہے؛ یہاں کوئی کام بلاوجہ نہیں ہوتا، اس لیے میری دُعا والتجا کا سبب یہ ہوا کہ یک بیک شہر کی آب وہوا خراب ہوگئی اور ہرطرف سے ہولناک خبریں سننے میں آئیں جس سے اختلاج پیدا ہوگیا، اس کی مثال ایسی سمجھنی چاہئے جیسے کوئی شخص بے خبر نہایت بے فکر آرام سے سو رہا

ہو یک بیک وہ خواب سے چونک اُٹھے اور اُسے تعبیر کا علم نہ ہو؛ اگر چہ وہ بہتر ہی کیوں نہ ہو؛ مگر ناواقفیت کی وجہ سے اس کی رات کتنی دشوار ہو جائے گی، دن کو وہی خیالات چین نہ لینے دیں گے؛ اسی طرح میں بالکل بے فکر و آزاد تھی، دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا؟ قدرت کے آگے تقدیر بالکل ہیچ تھی، اس لیے قدرت ہی کے سہارے پر زمین اور آسمان کی سیر کرتی اور ہر موقع پر کامیاب رہتی، کوئی بات ایسی پیش آئی نہ تھی کہ تقدیر اور قدرت کا مقابلہ میرے سامنے ہوتا، یک بیک تقدیر ایسی بھیانک صورت میں سامنے آ کھڑی ہوئی اور طرح طرح کی کاروائیاں کرنے لگی تو یہ دل خوف سے ہل گیا؛ مگر قدرت میری ہمدرد تھی، ہر ہر طرح مجھے تسکین دیتی اور اچھی سے اچھی صورتیں دکھاتی اور تقدیر کی مخالفت پر مجبور کرتی، اپنی ہی صورت کا نقشہ جماتی، یاد رہے! یہ کچھ میں لکھ رہی ہوں قضاء معلّق کے متعلق لکھ رہی ہوں، قضاء مبرم نہیں ٹلتی؛ کیونکہ عالم الغیب نے اس میں کچھ پابندیاں نہیں رکھیں (۲)۔

غرض قدرت تقدیر کے پنجہ سے چھڑا کر اپنی طرف مائل کرتی؛ مگر بظاہر یہ خوفناک صورت نظر سے غائب نہ ہوتی، جو جو معاملات پیش آنے والے تھے وہ ہر وقت پیش نظر رہتے، رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی؛ غرض اسی الجھاؤ میں رہتی، کچھ سمجھ میں نہ آتا، جب دل کی بیقراری و بے چینی اس حد تک پہونچی کہ اپنی جان تک کی خبر نہ ہوئی تو اس مالکِ حقیقی نے دُعا کی طرف

رجوع کردیا، بس! پھر جتنے معاملات اُلجھے تھے سب اپنی رحمت سے سلجھادیئے، یعنی خواب میں وہ تسکین دینے لگا یہ مشغلہ ایسا بنا کہ فکر کا موقع ہی نہ ملتا، ہر وقت دُعا میں مشغول رہتی جب کسی وقت خیال آتا تو خوابوں سے دل کو تسکین دے لیتی، اب بجائے خوف کے ہر موقع پر اس کی رحمت نظر آنے لگی اور ہر امتحان میں اپنی کامیابی کی اُمید قائم ہوجاتی ؎

آج یہ اُمید بن کر بابِ رحمت کی کلید
گود رحمت سے بھرے گی دیکھنا اس دم مری

بابِ دراوقاتِ دُعا:

یوں تو خدا نے مجھے دعا کرنے کی توفیق پہلے بھی دی تھی، میرا دل دُعا کی طرف زیادہ مائل تھا؛ مگر اس قدر پابندی نہیں تھی اور نہ ایسی واقفیت تھی کہ کس وقت میں دُعا زیادہ مستجاب ہوتی ہے اور دُعا کرنے سے ہر بلا ٹل جاتی ہے، اب تمام باتوں سے رفتہ رفتہ واقفیت ہونے لگی اور دُعا کے وہ اوقات بھی معلوم ہوئے جن میں دُعا ضرور قبول ہوتی ہے اور یہ حدیث بھی یاد آئی کہ "نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دُعا"[۳]۔

اس حدیث سے علاوہ شوق پیدا ہونے کے اس قدر تسکین ہوئی کہ گویا زخم پر مرہم آگیا، جس قدر بیمار کی بیماری میں دوا پینے سے تخفیف ہوتی ہے وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے؛ اسی طرح مجھے اس حدیث سے قوت پہونچی، اب میں روز اس کے در پر حاضر ہوتی اور رُو رُو کر کہتی ؎

ترا شیوہ کرم ہے اور مجھے عادت گدائی کی
نہ ٹوٹے آس اے مولا ترے در کے فقیروں کی

دُعا گویا میری غذا تھی، بغیر دعا کیئے مجھے سیری نہ ہوتی، دُعا کی مشغولیت اتنی بڑھی کہ تمام مشاغل چھوٹ گئے؛ اگر بات بھی کرتی تو دُعا کے ساتھ کرتی، کوئی گھڑی دُعا سے خالی نہ گزرتی، جمعہ گویا روزِ عید تھا اور فی الحقیقت عید کا دن بھی ہے، تمام دن دُعا کرتی، خاص کر عصر سے غروبِ آفتاب تک تنہا بیٹھ کر دُعا میں ایسی مشغول رہتی کہ کسی طرف آنکھ نہ اُٹھاتی، مرغ کی ہر آواز پر اور ہر اذان کے ساتھ دُعا کرتی، حتی الامکان کوئی وقت دعا کا ضائع نہ کرتی اور کوئی بات نہ چھوڑتی، ہر خوف سے امان مانگتی اور ہر خوبی کی طالب ہوتی، یہ اُس مالکِ حقیقی کی رحمت وعنایت تھی کہ جو جو معاملات زندگی میں پیش آنے والے تھے دُعا کے وقت سب پیش نظر ہوجاتے اور اس قدر جوش پیدا ہوجاتا کہ بیخودی ہوجاتی اور تمام جگہ آنسوؤں سے تر ہوجاتی اور اس کی شانِ قدرت پر نظر کر کے تڑپ جاتی، جس طرح مرغ ذبح تڑپتا ہے؛ مگر بیخودی میں بھی دُعا جاری رہتی، ہر وقت اپنے قیافہ پر نظر کرتی اور کہتی ؎

جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے
ترا ہی عالم میں نام ہوگا

سجدہ سے سر ہرگز نہ اُٹھاتی جب تک دل کو کچھ تسکین نہ ہوجاتی، دُعا کے بعد مجھے اس قدر تسکین ہوتی کہ گویا رحمت کے دروازے کھل گئے ہیں

اور میں خزانۂ رحمت لوٹ رہی ہوں، کبھی خود بخود ہنسی آجاتی اور کہتی ؎

کیوں نہ آئے رحم تجھ کو حال پر میرے رحیم
تیری ہی رحمت تو ہے مونس مری ہمدم مری
بیکسوں کا بس تو ہی مونس تو ہی غمخوار ہے
تجھ سے کہہ کر کیوں نہ ہو بیتابیِ دل کم مری
کب نہیں ہوگی خبر تجھ کو دلِ بیتاب کی
آہ پہونچے گی ترے دربار میں جس دم مری
سائلوں میں اک ترے دربار کے میں بھی تو ہوں
کیوں رہے فریاد دل یوں درہم و برہم مری
کیوں نہ میں چاہوں کہ خود ہی چاہنے والا ہے تو
کب گوارا ہے تجھے کہ چشم ہو کچھ نم مری

اس مالکِ حقیقی کو میری گریہ وزاری کچھ ایسی پسند آگئی کہ جو کچھ دیتا رُولا کر دیتا؛ مگر سب سے بہتر دیتا، ایک سال متواتر یہ مشغولیت رہی اس سے ایسی دلچسپی ہوگئی کہ دُعا سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ ہوتی، تمام خوبیاں ہیچ ہو جاتیں، دُعا کی اتنی عادی ہوگئی تھی کہ اکثر نماز میں بجائے سورۃ کے دُعا مانگنے لگتی اور کاموں کا کیا ذکر، اس مالکِ حقیقی نے دُعا سے ایسی دلچسپی پیدا کر دی تھی کہ بغیر دعا کے مجھے

آرام نہ ہوتا، جب نماز اور دُعا سے فارغ ہوتی تو حزب الاعظم[۴] کا ورد کرتی اور بار بار دہراتی اور طلوع آفتاب سے غروبِ آفتاب تک دُعا سے غافل نہ رہتی، زبان سے یہی ادا کرتی اور قلم سے بھی یہی لکھتی، دل اس طرف ایسا مائل تھا کہ خود بخود ایسے اشعار منھ سے نکلتے گویا اصلاح کئے ہوئے ہیں، نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اشعار پڑھتی اور روتی، اس مالکِ حقیقی کی قدرت ورحمت پر اس قدر بھروسہ بنا کہ قسمت کو ہیچ سمجھتی اور اُسے صاحب تدبیر سمجھ کر ہر وقت ناز کرتی اور تمام مشکلوں کو آسان سمجھتی، وہ وہ خواہشیں ظاہر کرتی جو میری قسمت سے بعید اور دشوار تھیں؛ مگر اس کی شانِ کبریائی پر نظر کر کے کہتی: ۔

ذرہ کو گر چاہے تو ہی پل میں کرے رشکِ قمر
تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ میرا ہو کم

اس کی عنایت وشفقت پر مجھے اس قدر ناز تھا کہ یہ کہتی تھی یا ارحم الراحمین اگر تو مجھے میری کوشش میں کامیاب نہیں کرے گا تو ایسی چیخ ماروں گی کہ آسمان وزمین ہل جائیں گے اور تیرے در سے ہرگز سر نہ اُٹھاؤنگی ۔

نہ اُٹھونگی میں اس در سے کوئی مجھ کو اٹھا دیکھے
مجھے ہے آرزو جس کی اُٹھونگی میں وہی لے کر

یہ اس کی محبت اور عنایت ورحمت تھی کہ اتنی بڑی سرکار میں مجھے ایسا ڈھیٹ کر دیا تھا اور بے حجاب کہ میں کہتی اور کہہ کر اپنی بات پر اَڑ جاتی اور اتنا

بڑا بادشاہ مالک الملک ہوکر مجھ ادنیٰ فقیر کی ناز برداری کرتا ۔

یہ شان دیکھی نرالی جو مانگے تجھ سے تو اس سے راضی
بلا کے دینا کرم ہے، تیرا یہ فضل بھی ہے، کمال بھی ہے

باب در فوائد دُعا:

دُعا سے مجھے بیشمار فائدے پہونچے، پہلا فائدہ یہ ہوا کہ جو دُعا کر کے سوتی تو خواب میں مجھے بشارت ملتی اور جس کام کا مجھ سے تعلق ہوتا اس کی برائی یا بھلائی صاف طور سے نظر آتی، کبھی خواب میں دیکھتی اور کبھی فال نیک ملتی اور اپنی کامیابی کے آثار نظر آتے، کبھی یہ بھی ہوا کہ دُعا میں آنکھ جھپک گئی تو یہ معلوم ہوا کہ سرہانے کوئی کھڑا کہہ رہا ہے کہ گھبراؤ نہیں یہ سن کر میں ہشیار ہوگئی اور دُعا سے فارغ ہوکر شکر کیا۔

شکر اس کا کرے نہ کیوں بہترؔ، جو کہ ہر لحظہ مہربان ہوئے
تسلی دی مجھے اس نے اسی دم، گئی در پر میں جب اس کبریا کے

اب میں تمام خوابوں کو جو جمع کئے تھے لکھتی ہوں؛ پھر تمام اثرات دُعا کے ان شاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گی، کچھ آگے لکھ آئی ہوں اور جو باقی ہیں وہ خوابوں کے بعد لکھونگی۔

خواب (۱):

مجھے یہ معلوم ہوا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ یہ دونوں ایک گھر میں ہوں تو بہت رحمت نازل ہو، یہ نہیں معلوم کس طرف اشارہ تھا، بیٹھ کے سوچنے لگی کہ ایک تو میں

ہوں اب دوسرا کون ہے؟ کئی صورتیں پیشِ نظر تھیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ کہنے والا کون تھا؟ مگر گھر کو البتہ میں کہ سکتی ہوں کہ مختصر سا ہے، یہ خبر نہیں کس کا ہے؟ اور نہ کسی خاص جگہ پر ہے، آنکھ کھلنے پر بھی سمجھ میں نہ آیا[۵] ۔

خواب (۲):

ایک مرتبہ یہ دیکھا کہ کوٹھے پر جو جگہ رہنے کی تھی اس میں کرسی رکھی ہے اور میں اس سے ملی کھڑی ہوں یا اُسی پر بیٹھی ہوں اور کچھ لوگ اور بھی ہیں ان میں میرا تذکرہ ہے اور میرے بارے میں کچھ اشارۃً کہہ رہے ہیں، سب کی خواہش یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرے لیے وہ بات ہو جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی رہیں، اس سے آگے میں نہیں کہہ سکتی؛ پھر کیا کہا؟ مگر بیدار ہونے پر میں اپنے دل میں ایسی خوشی پاتی تھی جس سے تسکین اور دُعا قبول ہونے کا یقین ہوتا تھا، اکثر خواب میں یونہی مختصر الفاظ میں دیکھتی، بعض کا مطلب سمجھ میں آجاتا اور بعض کو نہ سمجھتی، کبھی بیان کر دیتی اور کبھی پوشیدہ رکھتی اور غور کر کے خود تعبیر کر لیتی۔

خواب (۳):

ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک لڑکی آئی اور کہا بتول بی بی[۶] عبید میاں[۷] بلاتے ہیں کنجی دو، اس کے کہتے ہی بجائے بتول کے میں چلی کہ کنجی میرے پاس تھی مگر بتول بھی میرے ساتھ تھیں، ایک چمن میں پہونچی جو نہایت وسیع ہے اور اس کے وسط میں بنگلہ کی صورت ایک عمارت بہت بلند کھڑی ہے اور اس سے ملا ہوا

ایک چبوترا ہے وہ اتنا بلند ہے کہ اس پر چڑھنا دشوار ہے، اسی پر میرے بھائی جنھوں نے کنجی طلب کی تھی کھڑے ہیں، اسی عمارت کے پاس، اس کے دروازوں میں قفل پڑے ہیں، نہیں معلوم میں کس طرح سے چڑھ گئی اور اسی کے پاس کھڑی ہوگئی، میرے کمر بند میں کنجیوں کا لچھا ہے، پھر معلوم نہیں کنجی قفل میں کیونکر لگ گئی اور قفل کھل کر مع لچھے کے چھت پر رکھ گیا، میرے بھائی نہایت حیرت سے کہتے ہیں: کہ کس صفائی سے کھلا؟ یہ خبر نہیں کہ میرے کمر بند میں قدرتی لچھا یا کسی طرح سے آگیا شاید اس وقت یاد رہا ہو اس وقت نہیں کہہ سکتی مگر اس خواب سے مجھے اپنی کامیابی کی پوری اُمید ہوگئی اور دُعا سے دلچسپی ہوتی گئی اور رغبت سے دُعائیں کرتی اور قبولیت کی اُمید رکھتی۔

خواب (۴):

قدیمی جو کمرہ تھا اس میں تخت کا فرش تھا، دیوار کے اوپر کئی تختے چیزیں رکھنے کے لیے لگے تھے وہ اس وقت موجود ہیں، تخت پر گھر کی کئی عورتیں بیٹھی کہہ رہی ہیں کہ کتاب میں ایک کلمہ ہے؛ اگر کوئی لکھ لے تو بڑا خوش نصیب ہو، مجھے چونکہ اس کی تمنا تھی؛ فوراً تختہ پر سے جس سے میں بالکل ناواقف تھی اُتار کر فوراً ہی لکھ لیا، سب حیرت سے میرا منھ تکنے لگیں، نہ اس جگہ قلم تھا نہ کاغذ نہ روشنائی، بیبیوں کے کہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو لکھنا سخت دشوار تھا، کوئی اس پر قادر نہیں ہوسکا، یہ خدا کی عنایت تھی مجھے اس قابل کر دیا۔

خواب (۵):

یہ خواب نہایت صاف ہے مگر سمجھ لینا دشوار ہے، آئندہ حالات دیکھ کر بخوبی سمجھ میں آجائے گا، خواب یہ دیکھا کہ ہمارے گھر سے ملا ہوا ایک گھر ہے طبیب کا[۸] صرف دیوار کی آڑ ہے؛ ورنہ ایک ہی گھر ہے؛ اُسی دیوار سے ملا ہوا ایک مختصر کمرہ ہے جو کوٹھے کی دہلیز مشہور ہے، وہیں ہر وقت میرا قیام رہتا تھا، دیوار پھاند کر ایک شتر نہ بچہ ہے نہ بوڑھا آ کر مجھ سے ایسا قریب ہو گیا کہ میرا ہاتھ اس کی گردن میں ہے اور اس قدر مانوس ہے کہ میں جس طرف موڑتی ہوں مڑ جاتا ہے۔

خواب (۶):

اُسی گھر کے متعلق یہ بھی ہے کہ ایک رات کو میں نے دیکھا کہ خلافِ عادت ایک ایک کمرہ میں نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر بیٹھی ہوں یا کچھ وظیفہ پڑھ رہی ہوں اور مجھ پر مثل فوارہ کے مینھ آرہا ہے، اس خوبی کے ساتھ کہ مجھے ٹھنڈک پھونچ رہی ہے وہ نہ زمین میں ہے اور نہ چھت میں اور مجھے اس قدر لطف اور مزہ آرہا ہے کہ اُٹھنے کو دل نہیں چاہتا، جس قدر پانی سے میں گھبراتی ہوں اس وقت کچھ بھی گھبراہٹ نہ تھی، نہایت اطمینان سے بیٹھی ٹھنڈی ہو رہی ہوں اور یہی عورتیں کچھ فاصلہ پر ہیں مگر یہ خیال نہیں کہ اُن تک بھی پہونچتا ہے یا نہیں؟ پھر آنکھ کھل گئی۔

خواب (۷):

نہیں تھی گرچہ میری ایسی قسمت
کہ ہو کچھ خواب میں مجھ کو بشارت

ایک روز میں اور بتول[۹] دونوں نمازِ مغرب پڑھ کر مناجاتیں پڑھنے لگیں، بابِ رحمت کے اس اشعار پر جو میں پہونچی ؎

بشارت دے مجھے اپنی خوشی کی
جو ہو آرام وراحت میرے جی کی

بیساختہ منھ سے یہی نکلا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خواب میں دکھا دے کہ میں خوش رہونگی، صاف طور سے یہ نہ کہہ سکی کہ خوش نصیب ہونگی، صرف یہ کہہ دیا، بتول نے کہا یہ کون کہہ سکتا ہے ایسی قسمت کہاں کہ خواب میں یہ خوشی حاصل ہو؟ میں نے جوش میں آکر کہہ تو دیا مگر اپنے تئیں خطاوار سمجھ کر شرمندہ ہوئی، یہ کہہ کر کہ اپنی قسمت تو ایسی نہیں مگر اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، اس کی قدرت دیکھو! اسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ خاص اس مالک کریم رحمان ورحیم کی عنایت ومہربانی سے اک آیتِ کریمہ مجھے حاصل ہوئی، صبح تک وہ زبان پر جاری تھی؛ مگر کچھ خوف ایسا تھا کہ میں بیان نہ کرسکی، منھ سے نکلنا دشوار تھا اور اس کے معنی بھی مجھے معلوم نہ تھے، جب معنوں پر غور کیا تو خوشی سے پھول گئی اور تمام فکرِ غم بھول گئی، اپنی اس خوش نصیبی پر فخر کیا اور اس خواب کو بیان کیا، ہر شخص سن کر رشک کرتا اور والد مرحوم خوشی میں رونے لگے، وہ آیت کریمہ یہ ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ (سورۃ السجدۃ:۱۷)۔

ترجمہ: ”سو کسی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے ان کے واسطے آنکھوں کی

ٹھنڈک بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے“۔

یہ اس کے معنی دیکھنے سے معلوم ہوگا اس خواب کو میں نے لکھ لیا۔

تری کوشش کلید بابِ رحمت بن گئی بہتر
درِ رحمت پہ جا کر دامن اُمید بھر لائی

اس خواب کو بہت مختصر کر کے لکھا ہے، مفصل نہیں لکھ سکتی، تمام خوابوں پر اس خواب کو ترجیح دے کر میں اپنے دل کو تسکین دیتی ہوں، جب اختلاج پریشان کرتا ہے اس خواب کو یاد کر کے سب تکلیف بھول جاتی ہوں اور اپنی زندگی و موت دونوں بہتر معلوم ہونے لگتی ہیں۔

خواب (۸):

فکر کی مدت جب ختم ہونے کو آئی اس وقت یہ خواب دیکھا کہ کوٹھے پر بہت سی بیبیاں حلقہ کئے کھڑی ہیں جس طرح کسی انتظام کے لیے اکثر جمع ہوتی ہیں، یہ خیال نہیں کہ گھر ہی کی ہیں یا اور بھی، میں کچھ ہٹ کر کھڑی ہوئی ہوں، مجھے مطلق خبر نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے، ان میں والدہ بھی ہیں، اُن بیبیوں میں یہ تذکرہ ہے کہ جو شخص اس درخت میں ہاتھ ڈالے فوراً درخت بڑھ جائے، میں نہ اُن کے تذکرہ سے واقف اور نہ خبر ہے کہ وہ درخت کدھر ہے اور کیا ہے؟ فوراً میرا ہاتھ درخت میں پڑ گیا، انگشت اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے میں بیٹھ گئی یا کھڑی ہوں وہ بیبیاں حیرت سے دیکھتی ہیں؛ غرض میرا ہاتھ پڑتے ہی وہ درخت اوپر

چڑھ گیا، وہ درخت مختصـــر ہے بہت سبک ہے اور بھی ایک آدھ یا دو درخت اسی کیاری میں ہیں اور اس سے چھوٹے ہیں اور وہ کیاری والدۂ ماجدہ کے کوٹھے پر آمد و رفت کی جگہ ہے یہ نئی جگہ تھی، کبھی یہاں درخت نہیں تھا۔

بابـــ در اثراتـِ دُعا:

دعا کے اثرات ہم پر بیشمار ظاہر ہوئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اگر دل و دماغ ٹھیک رہے گا تو جن جن کاموں میں مجھے کامیابی ہوئی ہے لکھونگی، پہلا اثر دعا کا یہ دیکھنا چاہئے کہ خواب میں مجھے برابر اپنی فلاح و بہبودی نظر آتی رہی پھر سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ مجھے ہر مصیبت سے بچا کر اور جو جو خدمتیں میرے حق میں مضر تھیں ان سے روک کر ایک ایسی متبرک خدمت میرے سپرد کی جو محنت میں کم اور اجر میں زیادہ تھی، یعنی وہ خدمت جو میری نجات کا باعث ہوئی اور دارین میں جس سے مجھے عزت اور راحت حاصـــل ہوئی، سچ تو یہ ہے کہ وہ رحمان و رحیم کسی کی سعی و کوشش اپنی شانِ کریمی سے برباد نہیں کرتا؛ بلکہ اُمید سے سوا دیتا ہے، وہ غیر تمند اور کریم ہے، اُس پر بھـــروسہ رکھنے اور مانگنے کی توفیق بھی تو ہو اور یہ تو سمجھے کہ اس کے کام حکمت سے خالی نہیں، جو کچھ کرتا ہے بہتر کرتا ہے، اس سے زیادہ کوئی رفیق نہیں، بھلائی برائی اُسی کے ہاتھ ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، جو چاہے کرے اس کے ارادہ کو کوئی روکـــ نہیں سکتا اور اس کے خلاف ہو نہیں سکتا؛ اگرچہ تمام عالم ایک طرف ہو جائے؛ غرض جس نے اس سے فلاح کی اُمید رکھی وہ

کامیاب ہوا اور جو اس کی رضا پر راضی نہ ہوا وہ ذلیل و خوار ہوا۔

اگر تقدیر کے دھوکے میں آ کر دُعا چھوڑ بیٹھتی یا اس مدت بعید سے گھبرا کر نا اُمید ہو جاتی تو تمام خوبیوں سے محروم رہ جاتی، یہ اس کی رحمت وشفقت تھی کہ مجھے خواب میں تسکین دیتا رہا؛ ورنہ یہ دل کیونکر راضی ہو سکتا تھا، ایک منٹ کی تکلیف برداشت کرنا دشوار تھا۔

اب میں اس مثال کو بطورِ قصہ کے بیان کرتی ہوں، جو بیشتر کہہ چکی ہوں تا کہ بخوبی سمجھ میں آ جائے اور دُعا کی برکت وعظمت ظاہر ہو، باغ سے مراد خاندان ہے اور درختوں سے مراد چچا اور ماموں وغیرہ ہیں [10] جن کی طرف میں منسوب کی جا رہی تھی اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے لیے کیا بہتر ہے؟ ہر شخص اپنی کوشش میں کامیابی چاہتا اور اپنی رائے ونفس کو مقدم سمجھتا تھا؛ مگر اس مالکِ حقیقی کے خلاف یہ تمام کوششیں تھیں، ایک مدت تک برابر یہ سلسلہ جاری رہا مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی، وہ مالکِ حقیقی ہی خوب جانتا تھا کہ کون کس مرتبہ کا ہے؟ اور آج کیا ہے؟ کل کیا ہوگا؟ اسے میری بھلائی ہر طرح منظور تھی، میری نیک نامی اور کامیابی کے لیے مجھے دُعا کرنے کی توفیق دی تھی وہ کیونکر مجھے محروم کرتا، یہ اس کی شان کے خلاف تھا، جس طرف زیادہ کوششیں تھیں جس کا وسط میں ذکر کر چکی ہوں، وہ میرے چچا کا گھر تھا، دو بہنیں میری اس گھر میں منسوب ہوئیں، یہ گھر ایک مدت سے سرسبز اور آباد تھا، دنیاوی اعتبار سے ہر خوبی میں بے مثال تھا، مال

و دولت، عزت، شرم وحیا، صورت وسیرت؛ غرض اس سے بہتر کوئی گھر نہ تھا، یہ ہمارے لیے باعث فخر سمجھا جاتا تھا، والدۂ مرحومہ کی دلی خواہش اسی طرف تھی، اپنے حقیقی بھائی کے گھر پر اس کو ترجیح دیتیں اور مجھے بھی یہ گھر عزیز تھا(۱۱)۔

تمام باتیں میرے موافق نہیں؛ مگر والد مرحوم کا خیال تھا کہ مفلس ہو مگر متقی اور پرہیزگار ہو، یہ خوبی یہاں نہیں پائی جاتی تھی، خاص کر اس صورت میں جو میرے لیے موقوف تھی، اس مالکِ حقیقی رحمان ورحیم کی رحمت وشفقت دیکھو کہ میری خواہش پاکر بھی میرے لیے گوارا نہ کیا، اسے خوب معلوم تھا کہ یہ خوبیاں موجود رہنے والی نہیں اور تمام معاملات میرے خلافِ طبیعت اور مضر ہیں، اس صورت میں میری دعاؤں کا اثر اُلٹا ہوتا، بجائے نیک نام ہونے کے میں بدنام اور بجائے راحت کے تکلیف اٹھاتی(۱۲) مگر مجھے آئندہ کی خبر نہ تھی موجودہ حالت پر نازاں ہوتی، اس مالکِ حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے میرے حق میں جو کیا بہتر کیا، میری خواہش پر نہیں چھوڑا کہ میں ہلاک و برباد ہوں یہ اس کا عین فضل ہے، مجھ پر میں مانگتی رہی برائی مگر کی اس نے بھلائی اور جس کی نسبت یہ کہہ چکی ہوں کہ کچھ فاصلہ پر ہے نہ چھوٹا ہے نہ بڑا وہ ماموں کا گھر ہے، وہ ماموں نہیں جن کی مثال شروع میں دی ہے؛ بلکہ جن کی مثال اخیر میں دی(۱۳)۔

یہ دنیاوی اعتبار سے نہایت معمولی حالت پر ایک مدت سے قائم تھا نہ اولاد اتنی تھی کہ گھر آباد ہو، نہ دولت تھی، بس گزر کی صورت تھی؛ البتہ دینی

خوبیاں بے مثال تھیں، جن کا ذکر پھر کرونگی، یہ وہ گھر ہے جس کے لیے اس مالکِ حقیقی نے یہ تمام مقدمات پیش کئے اور اس خدمت کی مدت ختم ہونے تک مجھے اپنی خدمت میں رکھا[۱۴] جب خدمت ناتمامی سے ادا کرچکی اور اس خدمت کی مدت ختم ہوگئی تو اس مالکِ حقیقی، کاتبِ تقدیر، صاحبِ تدبیر نے بندوں کی کوشش کا دفتر ہی اُلٹ دیا اور اپنی خاص تدبیر کو کام میں لایا ؎

قسمت کیا ہر شخص کو قام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

یہ قدرتی معاملہ دیکھ کر سب محوِ حیرت ہوگئے کہ کیا کوششیں تھیں اور کیا ہوا؟ اکثر بیبیاں والدۂ مرحومہ[۱۵] سے کہتی تھیں کہ علم حاصل کرنے والے عورتوں کی قدر نہیں کرتے کوئی کہتیں کہ یہ گھر قابل اطمینان نہیں، یعنی دولت نہیں ہے اور یہی وجہ تھی کہ کوئی لڑکی اس گھر کی اس گھر میں نہیں آئی تھی، ہزار کوششیں ہوتیں مگر کامیابی نہ ہوتی؛ غرض یہی صورتیں پھر پیش آتی رہیں کہ یہ معاملہ دو برس کامل رکا رہا؛ مگر حکم ایزدی کب ٹل سکتا ہے؟ جب وقت آ گیا جو ہونا تھا وہ ہوگیا، جو مخالف تھے سب موافق ہوگئے، والدۂ مرحومہ بھی خدا کے حکم پر راضی ہوگئیں، والد مرحوم[۱۶] کو گویا منھ مانگی مراد ملی، وہ اول ہی سے راضی تھے، اب پورا اطمینان ہوگیا، ماموں جی مرحوم[۱۷] کو میرے ساتھ پہلے سے اُنسیت تھی، ان کو موقع ملا؛ غرض دونوں طرف کی خوشی سے یہ مرحلہ طے ہوگیا اور میں بڑی آو بھگت کے ساتھ جس گھر کو

خواب میں دیکھتی تھی اُسی گھر میں آ گئی اور جو باتیں خیال میں بھی نہ آسکتی تھیں وہ عالمِ ظہور میں آ گئیں، یہ گھر کوئی نیا گھر نہیں تھا، روز میں دیکھتی تھی اور تمام ضرورتوں سے بخوبی واقف تھی؛ مگر یہ خبر نہیں تھی کہ یہ سب ضرورتیں میرے لیے ہیں؛ یہاں آکر یہ میں نے سمجھ لیا کہ مالکِ حقیقی نے مجھے اسی لیے روک رکھا تھا۔

بابِ در کامیابی و نیک نامی:

اب میں اس گھر کے کل حالات لکھتی ہوں، بیشک اس گھر میں دولت نہیں تھی؛ مگر وہ خوبیاں تھیں جن پر تمام دولت نثار کردی جائے، ایک علم ایسی چیز ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے دولت ختم کردی جاتی ہے، جب بھی یہ دولت نصیب کم ہوتی ہے، پھر علم کے ساتھ ہزاروں خوبیاں موجود تھیں، دولت وہ چیز ہے جس کے ساتھ ہزاروں جھگڑے، اُس مالکِ حقیقی نے دولت مندوں سے زیادہ مجھے عزت دی، وہ مہربانیاں اور عنایات مجھ پر کیں جن کا اظہار کرنا امکان سے باہر ہے، اس قلیل آمدنی میں وہ کام کروائے جو دولت مند نہیں کر سکتے، وہ وہ ضرورتیں پوری کیں جو کسی وقت میں پوری نہ ہوسکتیں، گھر کا نصف درجہ ایک مدت سے نامکمل پڑا تھا، بہتوں نے کوشش کی مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی، علاوہ اس کے شادی وغیرہ کی کوئی صورت نہیں تھی، رسم ورواج بھی ضروری اٹھاوئے گئے تھے، ایک معمولی طریقہ سے گزر رہو رہا تھا، یہاں میں اپنی خصوصیت نہیں بیان کرتی بلکہ اس مالکِ حقیقی کی قدرت اور دُعا کی عظمت وبرکت دکھاتی ہوں، یہ کہ چند ہی روز

میں یہ گھر قابلِ رشک ہو گیا، نہ وہ گھر رہا نہ وہ تنگی، تمام ضرورتیں نہایت فراغت اور خوبی کے ساتھ پوری ہوتی گئیں، نصف حصہ کیا ایک اچھی خاصی شاندار عمارت تیار ہو گئی، جس گھر میں بجز فکر کے اور کچھ نہ تھا اس گھر کو مالکِ حقیقی نے مال اولاد اور تمام خوبیوں سے بھر دیا اور ہر حالت قابل اطمینان ہو گئی، اس مالکِ حقیقی کی کچھ ایسی رحمتیں اور برکتیں مجھ پر متواتر نازل ہوئیں؛ گویا رحمت کے دروازے کھل گئے، گھر جنت کا نمونہ بن گیا، تمام اُمیدیں سرسبز ہو گئیں، خیالات جو پست ہو رہے تھے ایسے وسیع ہوئے کہ دور تک کی سوجھنے لگی، ہم کو اپنی ضرورتیں پوری کرنا دشوار تھا اس کے فضل سے دوسروں کی ضرورتیں ہم سے پوری ہونے لگیں، پہلے ایک ماہ اطمینان سے نہ گزرتا تھا اب برسوں مہمانوں سے دسترخوان خالی نہ ہوتا، اس کی عنایت سے تمام نعمتیں موجود ہو گئیں، ہر طرح کا آرام نہ کچھ فکر نہ کوئی اندیشہ، مہمان اپنے گھر سے زیادہ خوش رہتے۔

غرض دن عید رات شبِ برات تھی، جو بیبیاں مخالف تھیں اور مجھ پر افسوس کرتی تھیں، یہ اولوالعزمی اور میری کامیابی دیکھ کر عش عش کر گئیں، دور والے مشتاق دید ہوئے اور نزدیک والے میرے ہم خیال، ہر جگہ میری عزت ہونے لگی، ماموں جی مرحوم (۱۸) ہر وقت میرے شکر گزار رہتے، بچوں کے حق میں جو کچھ کرتی بہتر سمجھتے، خاص کر جس کی نسبت لوگوں کا یہ خیال تھا کہ میں خوش نہیں رہ سکتی میں نے اُس کے برعکس پایا، جیسی قدر و منزلت میری ہوئی شاید ہی کسی کی ہوئی ہو،

یہ سب علم ہی کی برکت تھی، یہ جو کچھ میں کہہ آئی ہوں یہ سب میری ہی خوشی اور دلچسپی کے لیے تھا، میری خوشی تمام باتوں پر مقدم تھی؛ اگرچہ یہ سب اسی ذاتِ اقدس کا ظہور تھا اور اسی متبرک خدمت کے لیے میں تجویز کی گئی تھی اور یہی خدمت میرے لیے باعثِ فخر و عزت تھی، میں جس قدر فخر کرتی لائق تھا؛ مگر خود میری عزت کرتے اور مجھے باعثِ فخر سمجھتے، ہر موقع پر یہ ارشاد ہوتا کہ جو کچھ خوبیاں حاصل ہیں تمہاری ہی قسمت کی خوبی ہے، ہم خوش نصیب تھے جو تم ہمارے گھر آئیں، تمہارے آنے سے خزاں میں بہار آ گئی، جو خاک تھی کیمیا بن گئی؛ غرض میں نعمتِ غیر مترقبہ سمجھی جاتی، تمام عورتوں میں اسی خاطر کی بدولت میں محبوب تھی اور سب پر مجھے ترجیح دی جاتی، ہر ادا میری پسند، ہر کام میرا مقبول، ہر خاطر میری منظور تھی۔

یہ سب اس کی مہربانی و عنایت تھی، سب سے بڑی عنایت یہ ہوئی کہ دونوں طبیعتوں میں ایسا میل پیدا کر دیا کہ گویا ہم ایک جان دو قالب تھے(۱۹) کبھی مخالفت کا موقع نہ آتا، ہر بات دونوں طرف کی خوشی کا باعث ہوتی، یہ اُس کا فضل اور عین فضل تھا؛ ورنہ یہ خوبی کیونکر حاصل ہو سکتی تھی؟ اگر یہ فضل نہ ہوتا تو زندگی وبالِ جان ہو جاتی، ایک گھڑی آرام سے نہ گزرتی، میں اپنی طبیعت میں کچھ ایسی خرابیاں پاتی تھی جن سے گزرنا نہایت دشوار تھا، دل ایسا بیکار تھا کہ کسی کا نظر اٹھانا دشوار تھا، اس مالکِ حقیقی کی حکمت اور شفقت دیکھو! کہ ایسے شخص کی خدمت میں دیا جو نہایت رحمدل، ناز بردار، قدردان، مونس، رفیق، ذی عقل، ذی شعور، حکیم،

عالم باعمل؛ غرض ہر خوبی میں بے مثال تھا، ہر انداز میرے لیے باعثِ راحت ونعمت تھا[۲۰] یہ گھر میرے لیے جنت اور یہ خدمت میرے لیے رحمت تھی؛ گویا میں سایۂ رحمت میں آگئی، نہ کوئی فکر رہی نہ غم، ہر گھڑی شکر میں گزرنے لگی ؎

کس زبان سے کروں میں شکر ادا
تیرے انعام ولطف بیحد کا
تو نے مجھ کو کیا بنی آدم
اشرف الخلق اکرم العالم

سبحان اللہ! کیا شانِ رحمت ہے اس کی کہ جو ایک گھڑی بھی اطمینان سے کٹنی دشوار تھی، اس کی عنایت سے بیس بائیس سال نہایت لطف وآرام سے گزرے اور اس وقت تک اس کی عنایت سے اُسی طرح آرام سے زندگی بسر کر رہی ہوں۔

ایک صدمہ اور امتحان:

اب میں قسمت کی کارروائی دکھاتی ہوں جس کا مجھے خوف تھا؛ مگر یہ بھی تمام مرحلے طے ہونے کے بعد، جب خدمت کی مدت ختم ہونے کو آئی تو اس مالکِ حقیقی نے میرے حق میں بہتر سمجھ کر قسمت کا بہانہ پیش کردیا، قسمت نے حکمِ ایزدی پاکر فوراً ہی فیصلہ کردیا، میں اپنے مالکِ حقیقی کی رضا پر راضی ہوگئی؛ مگر یہ غمِ جدائی ایسا نہ تھا کہ برداشت کرلیتی، یہ بھی اس کی رحمت وحکمت تھی جو مجھے اپنی خوشی پر راضی رکھا؛ ورنہ جو بھی حالت ہوجاتی کم تھی: ایسے مونس ورفیق کا یک

یک نظر سے غائب ہو جانا قیامت سے کم نہ تھا، میں نہیں کہہ سکتی کہ یہ دل پھر دل کی صورت میں کیونکر رہے گا؛ بس! یہ کہنا چاہئے کہ یہ حکم میرے لئے ہلاکت ومصیبت نہیں تھا بلکہ سراسر رحمت اور ذریعۂ عنایت تھا کہ بجائے ہلاکت و بربادی کے مجھے اپنے سایۂ رحمت میں لے لیا اور میرا سچا مونس وغم خوار ومددگار رہ کر ہر موقع پر ساتھ دینے لگا، سبحان اللہ! کیا شانِ رحمت ہے اس کی اٹھی غم کی گھٹا اور رحمت ہو کر برس گئی، جس سے تمام کھیتی سرسبز وشاداب ہو گئی۔

دُعا کی برکات اور اثر انگیزی:

یہ تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ قسمت میں جو لکھا گیا تھا وہ ہوا ضرور، یہ سچ ہے اور کوئی اس کا منکر نہیں؛ مگر یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ قسمت غالب آئی یا دُعا، قسمت ایک حکمِ مقید کے ساتھ جاری کی گئی یہ ٹل نہ سکی؛ مگر اُس کے ساتھ اور بھی مصیبتیں تھیں وہ ٹل گئیں وہ حکم مقید کے ساتھ نہ تھیں، جس طرح گرمی، جاڑہ اور برسات، ان کا وقت ہرگز ٹل نہیں سکتا؛ مگر ساتھ ہی جو اور مصیبتیں ہیں وہ عارضی ہیں، وہ دُعا کی برکت سے ٹل جاتی ہیں مثلاً جاڑہ، یہ بھی غریبوں کے لیے مصیبت ہی سمجھنا چاہیے؛ اگر اس کے ساتھ ہوا پانی اولے گرج اور چمک بھی ہو تو اور مصیبت ہے، اول تو جاڑہ ہی مصیبت ہے؛ مگر اس میں کوئی ہلاک نہیں ہوتا؛ البتہ یہ جو عارضی مصیبتیں ہیں ہلاک کر دیتی ہیں؛ اگر ان مصیبتوں سے کوئی بچنا چاہے اور دُعا کرے تو یہ ٹل جائیں گی اور دُعا کرنے والا ہلاک نہیں ہوگا، وہ کسی کی محنت ضائع

نہیں کرتا، وہ تمام مصیبتوں کو روک لے گا یا ایسی صورتیں پیدا کردے گا جن سے نجات مل جائے گی اور وہ محفوظ رہے گا؛ مگر جو تکلیف جاڑہ کی ہے وہ ضرور ہوگی، اس میں بھی دُعا سے تخفیف ہوسکتی ہے، وقت کا بدل دینا اس کی شان کے خلاف ہے، ہاں دُعا کرنے والوں پر رحم ضرور کرے گا اور جو دُعا سے غافل رہا اور یہ سمجھ لیا کہ دُعا سے کچھ نہیں ہوتا، وہ خدا کی رحمت سے محروم رہے گا، تقدیر اور تدبیر سب اُسی کی طرف ہے، وہی صاحبِ تقدیر ہے اور وہی فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر:۶۰)

ترجمہ: ''اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو! میں تمہاری دُعائیں قبول کرونگا''۔

اگر تقدیر ہی کا قائل ہو اور اس حکم کو نہ مانے تو اُسے پروا بھی نہیں، چاہے ہلاک ہوکر مر جائے خوب سمجھ لو کہ مصیبت ایک نہیں ہوتی اور ایک مصیبت سے کوئی ہلاک بھی نہیں ہوتا، افسوس! ہے کہ ایک مصیبت کو روتے ہیں اور جو ہلاک کرنے والی ہیں ان پر غور نہیں کرتے کہ دُعا کرکے نجات پائیں، یہ نہیں سمجھتے کہ دُعا باعثِ نجات اور باعثِ رحمت وعنایت ہے، جس کو دُعا کی توفیق ملی، اُسے گویا راحت ملی دارین کی، سب سے زیادہ خصوصیت دُعا کی یہ ہے کہ مالکِ حقیقی اس کا ہر مصیبت میں ساتھ دیتا ہے اور ہر مشکل آسان کرتا ہے، اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہمارا وہ مالک ساتھ دے جو ہر چیز پر قادر ہے اور تمام بھلائی اور برائی اُسی کے ساتھ

ہے، وہ جو چاہے کرے، افسوس! یہ سمجھ کر بھی ہم بھٹکتے ہیں، قسمت پر اڑے ہیں، قدرت پر نظر نہیں کرتے کہ کیا سے کیا کرتا ہے، تمام احسانات بھول کر ایک مصیبت کو یاد کیا کرتے ہیں، یہ شامت ہے اور کیا کہیں، اب میں گزشتہ مہربانیاں اُس کی دکھا چکی، اب اس وقت جو مہربانی وعنایت مجھ پر ہے وہ کہتی ہوں، اس سے دُعا کی فضیلت بخوبی ظاہر ہوگی، اس وقت جو کچھ ہے یہ دُعا کی برکت ہے ۔

ہوئی ہیں کشور ین مفتوح خاصوں کی دُعاؤں سے
اُلٹے تختے گئے ہیں اولیا کی بددُعاؤں سے

اس مالکِ حقیقی نے دُعا کی برکت سے مجھے ہلاک نہیں کیا، قسمت پر دُعا کو ایسا غالب کردیا کہ گویا تقدیر کا وجود ہی نہیں، صرف غم کی صورت دکھا کر تمام نعمتوں اور خوبیوں سے بھر دیا کہ غم غم ہی نہ رہا، اس کی رحمت وشفقت دیکھو کہ غم دیا خوشی کی صورت میں اور مصیبت دی تو راحت کے لیے؛ اگر ایک کل بگاڑی تو ہزار کلیں بنادیں، ایک طرف سے مایوس کیا تو دوسری طرف اُمیدیں قائم کردیں، ایک راہ تنگ کی تو دوسری راہیں کشادہ کردیں، اس قدر مہربانیوں پر قسمت کو کوئی غالب کہہ سکتا ہے، اس مالکِ حقیقی کے مجھ پر اس وقت جو انعامات ہورہے ہیں ان کا اظہار امکان سے باہر ہے؛ مگر متواتر مہربانیاں کیونکر چھپ سکتی ہیں؛ پھر ایسے وقت میں کہ کوئی اُمید نہ تھی، یہ وقت وہ تھا کہ جس پر پڑا وہ مٹ گیا کسی قابل نہ رہا، میں اس کی رحمت سے نہایت آرام اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی

ہوں نہ کوئی فکر ہے نہ غم ہر طرح مجھ پر اس کا فضل ہے، ہر وقت وہ میری مدد کرتا ہے، ہر مشکل آسان کرتا ہے، یہ سب دُعا کی برکت ہے، سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ اس امتحان میں بھی مجھے دُعا کی طرف مائل رکھا، مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہیں کیا؛ ایسے وقت میں ثابت قدم رہنا ناممکن تھا، یہ اس کی رحمت وحکمت تھی؛ ورنہ وقت مایوسی کے اُمید کب قائم ہو سکتی تھی، اس کی رحمت وشفقت دیکھو کہ بجائے نا اُمید ہونے کے میں اُمیدوار ہو کر کہتی ہوں ؎

خبر کیا ہے تجھے بہتر خزاں میں پھر بہار آئے
اُسی کے کھیل ہیں سارے بگاڑے ہیں بنائے ہیں

سبحان اللہ! کیا شان ہے کہ رُلا کر پھر ہنسا دیتا ہے، زخم بھی دیتا ہے اور مرہم بھی عنایت کرتا ہے کچھ ہی روز گزرے تھے کہ عبد وسلمہٗ کامیاب ہو کر آ گئے اور سارا بار اُٹھالیا، علی سلمہٗ کی تعلیم وتربیت کے لیے میں مجبور ہو کر اس کی رحمت کو تک رہی تھی؛ اُس کی عنایت سے عبد وسلمہٗ(۲۱) رحمت کا نمونہ بن گئے اور علی سلمہٗ کو اپنے زیر سایہ رکھ کر باقاعدہ تعلیم شروع کرادی، تعلیم وتربیت دونوں حاصل کرنے کا بہت معقول ذریعہ قائم ہو گیا اور میرے اطمینان وخوشی کے لیے اس مالکِ حقیقی نے دونوں میں باہم ایسی اُلفت پیدا کردی کہ ایک جان دو قالب ہو گئے(۲۲) ایک دوسرے کا سچا جاں نثار اور غمخوار ہو گیا، اس مالکِ حقیقی کی اسقدر مہربانی وعنایت دیکھ کر تمام فکرِ غم میں بھول گئی اور ہر موقع پر شکر کرنے لگی؛ غرض دُعا کی عظمت وبرکت مجھ پر ایسی ظاہر ہوئی کہ قسمت کا اثر ہی نہ رہا، صرف اتنا اثر ہوا جس طرح

راستہ چلنے میں کوئی ٹھوکر لگ جاتی ہے؛ پھر اُس کا اثر نہیں رہتا، اس کی رحمت سے میری حالت بدستور قائم ہوگئی، ہر طرف کامیابی کی صورتیں نظر آنے لگیں، اس کے فضل سے عبد و سلمہ، ترقی کرتے گئے اور علی سلمہ، کی بھی کامیابی کا وقت آ گیا اور وہ وہ صورتیں اپنی فلاح و بہبودی کی پیدا ہوتی گئیں کہ اُمیدوں کا باغ سرسبز ہو کر لہلہانے لگا؛ گویا خزاں میں بہار آ گئی (۴۳) اس مالکِ حقیقی کے انعامات اور یہ احسانات جو مجھ پر اس وقت ہیں، اُن سے بدرجہا زیادہ ہیں جو ہو چکے ہیں اس لیے کہ وہ عالمِ بہار تھا اور یہ عالم خزاں ہے، اس وقت باغ کا سرسبز ہو کر پھولنا پھلنا سراسر رحمت و عنایت ہے ؎

ہو سرسبز ایسا مرا باغ اُمید
جو پھولے سحر کو تو پھل لائے شب تک

دُعاؤں کی توفیق و تاثیر:

جس پر وہ انعام کرنا چاہتا ہے، اپنے بندوں میں اسے چن لیتا ہے اور ایسے ایسے الفاظ دُعا کے سکھا دیتا ہے جن سے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، یہ دعا سپر بن کر تمام مصیبتوں کو روک لیتی ہے، جس طرح اس مالکِ حقیقی نے اپنے بندوں میں مجھے مقبول کر لیا اور دُعا کی توفیق دے کر تمام مصیبتوں سے نجات دیدی ؎

پھر کیوں نہ میں چاہوں کہ خود ہی چاہنے والا ہے تو
کب گوارا ہے تجھے کہ چشم ہو کچھ نم میری

مشغلہ زندگی اور دُعا:

میں ان عنایات پر جس قدر فخر کروں کم ہے، ایک دو نہیں بلکہ بے شمار و متواتر رحمتیں مجھ پر ہوتی رہتی ہیں، وہ مونس و مددگار میرے تمام کاموں کا ذمہ دار ہوگیا ہے اور مجھے تمام باتوں سے فارغ البال کردیا ہے، میرے حق میں جو بہتر سمجھتا ہے وہ کردیتا ہے اور جو نہیں بہتر سمجھتا اُس سے مجھ کو محفوظ رکھتا ہے، اس سے زیادہ اطمینان اور خوشی کس بات سے ہوسکتی ہے کہ وہ مالکِ حقیقی ہمارا مونس اور مددگار ہو کر تمام کاموں کا ذمہ دار ہوجائے ؎

اُسے کیا غم ہو جس بیڑے کا یارب ناخدا تو ہو
اُسے کیا خضر سے مطلب ہے جس کا رہنما تو ہو

اُس نے فکر و تردد کا کوئی موقع نہیں رکھا، تمام مرحلے طے کرکے اطمینان کی صورتیں قائم کردیں اور اُس وقت کی دلچسپی کے لیے ایسے ایسے مشغلے قائم کردیئے کہ تمام غم غلط ہورہے ہیں، نہ کچھ فکر ہے نہ غم، یہ مہربانی اُس کی بالکل خلافِ اُمید اور میری قسمت سے بعید ہے، اس وقت ایسے مشغلے قائم ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، نہ ہمت تھی اور نہ قوت، عادت بھی چھوٹ گئی تھی، دماغ بیکار رہتے رہتے بالکل نکمّا ہوگیا تھا، صرف ایک دل تھا جس کی کشش ایسی زورآور تھی جس نے سب کو کھینچ کر اپنی طرف مائل کرلیا اور سب اُس کے پیرو ہوگئے، دماغ جو کسی وقت حاضر نہ رہتا تھا ہر وقت

حاضر رہنے اور کام دینے لگا اور اچھا خاصا ذریعہ اس وقت کی دلبستگی کا قائم ہو گیا کہ نہایت لطف کے ساتھ یہ زندگی بسر ہو رہی ہے؛ گویا میں اس مالکِ حقیقی سے اپنی سرگزشت کہتی جاتی ہوں اور مجھے برابر داد ملتی جاتی ہے؛ اگر اس وقت اس کی یہ مہربانی اور عنایت مجھ پر نہ ہوتی تو یہ زندگی بیکار تھی، میں رنج کی خوگر ہو جاتی، زندگی ایک دن کٹنی ضرور مگر رو کر یا سو کر، بجز اس کے اور کیا ہو سکتا تھا؟ یہ دُعا کی برکت اور اس کی رحمت تھی جو دُعا کرنے والوں پر ہوتی ہے اور ہو گی۔

اب میں دُعا کی خصوصیت اور برکت دکھا چکی، جس کا دل چاہے کہ ہم دارین کی بھلائی حاصل کریں وہ دُعا کر کے خزانۂ رحمت سے فیضیاب ہو، یہ وہ دولت ہے جو ضائع نہ ہو گی، اللہ تعالیٰ میری اولاد کو یہ دولت نصیب کرے، آمین۔

میں اس کتاب کو دُعا کے ساتھ ختم کرتی ہوں، خدا کرے یہ کتاب ہمیشہ مقبول رہے اور جو دعا کروں قبول ہو، آمین۔

دُعائیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ لَآاِلٰہَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّااَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُواً اَحَدٌ۔

یاارحم الراحمین! جو جو دُعائیں میں کرچکی ہوں اپنی اولاد اور بہن بھائیوں کی اولاد اور عزیزوں کے لیے اور جو کچھ کروں اُن کے حق میں سب قبول کر اور انہیں توفیق دے کہ خود بھی دُعا کریں اور اپنی محنت میں کامیاب ہوکر دارین کی خوبیاں حاصل کریں اور تمام مصیبتوں سے محفوظ رہیں۔

یاارحم الراحمین! دُعا کی برکت سے انہیں اس وقت کی تمام آفتوں اور فتنوں سے بچا یہ وقت نہایت خطرناک ہے۔

یاارحم الراحمین! جو بلا اور مصیبت ان پر آنے والی ہو دُعا کی برکت سے اُسے روک لے، انہیں ہلاک اور برباد نہ کر یہ مجبور ہیں اپنے تئیں بچا نہیں سکتے اور تو ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہے کرے۔

یاارحم الراحمین! ان کی تمام مشکلیں آسان کر اور ہر مصیبت میں اُن کا

ساتھ دے، تیری شفقت ماں باپ سے زیادہ ہے اور تجھ ہی کو خبر ہے ہر چیز کی۔

یاارحم الراحمین! ان کو ہر امتحان میں کامیاب کر، انہیں تکبر اور غرور وحسد وریا وبغض وکینہ وفساد سے بچا، انہیں اپنی خلق میں بدنام ونا کام نہ کر، جو عیب ہوں ان میں فطری ہوں یا عارضی وہ دور کردے اور وہ خوبیاں پیدا کر کہ ہر دل عزیز ہوں۔

یاارحم الراحمین! ان کو ہدایت دے کر پھر گمراہ نہ کر، انہیں علم دیکر پھر جاہل نہ کر، انہیں دولت دیکر فقیر نہ کر، انہیں عزت دیکر ذلیل نہ کر، ان پر کسی قوم کو ترجیح نہ دے، یہ تیرے بندے ہیں، تیرے آگے سر جھکاتے ہیں اور تجھ ہی سے فلاح کی اُمید رکھتے ہیں۔

یاارحم الراحمین! اُن پر کسی کا ظلم اور زیادتی نہ آزما، ان کی مدد کر، یہ آل نبی ہیں، ان کی شرم رکھ لے، انہیں بنا کر نہ بگاڑ، اپنے پیارے نبی کا صدقہ انہیں ہر خوبی میں سب سے بہتر کر؛ اگرچہ یہ سراپا خطاوار ہیں؛ مگر تو رحیم ہے رحمت کی نظر رکھ، ان پر عتاب نہ کر۔

ہم بھلے ہیں یا برے، تیرے ہی تو کہلائیں گے
ہم تو مانگیں گے تجھ ہی سے اور تجھ ہی سے پائیں گے

یاارحم الراحمین! اُن کو توفیق دے نیک کاموں کی اور ان کے عمل قبول کر، انہیں اپنی نعمتوں اور خوبیوں سے محروم نہ کر۔

یاارحم الراحمین! ان کو نیکی میں ثابت قدم رکھ اور اس وقت کے وسوسوں میں ان کو نہ ڈال۔

یاارحم الراحمین! میری اولاد کو اور آنے والی نسل اور تمام عزیزوں اور مسلمانوں کو اس وقت کے فتنوں سے بچا۔

یاارحم الراحمین! ان کو مال اولاد عزت تندرستی اور تمام خوبیوں اور نعمتوں سے بھر دے اور ساتھ ہی ساتھ اطمینان بھی دے کہ یہ ناشکری نہ کریں اور تیری عنایات پر فخر کریں۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَاتُعْطِیْ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ الَّذِیْ لَایَحُوْلُ وَلَایَزُوْلُ۔

یاارحم الراحمین! ان کو آگ سے، پانی سے، گرنے سے اور ہر نا گہانی وخطرناک بیماریوں سے جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو نہیں جانتی اور جن سے میں پناہ لے چکی ہوں مجھے اور میری اولاد کو اور سب کو پناہ میں رکھ ۔

لطف کر ان پر ایسا یا باقی
کہ جہاں میں رہیں سدا باقی

یاارحم الراحمین! میری اولاد پر وہ انعام واکرام کر اور وہ وہ خوبیاں ان سے ظاہر کر کہ دنیا جنت کا نمونہ بن جائے، وہ خوبیاں جنہیں دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں۔

یاارحم الراحمین! میری کھیتی ہر طرف سرسبز وشاداب ہو کر پھولے پھلے اور تمام عالم کو فیض پہونچائے، دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جیسا تو نے فرمایا ہے:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (السجدۃ:۱۷)

ترجمہ: ''سو کسی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے''۔

یاارحم الراحمین! میری اولاد کو وہ علم اور وہ ایمان عطا کر جو تو نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو عطا کیا ہے، جن سے اسلام کو ترقی ہوئی اور جن سے تو خوش اور راضی ہے۔

ابوبکرؓ وعمرؓ عثمانؓ وعلیؓ میں جتنے جوہر تھے
وہی جوہر ہوں ان میں اور وہی فطرت کریموں کی

یاارحم الراحمین! وہی علمی جوہر اور وہی اسلامی خوبیاں ان میں پیدا کردے یہ بھی تیرے بندے ہیں پیدا کرنے والا بھی تو ہی ہے؛ اگر ہم اس نعمت کے قابل نہیں ہیں، چھوٹا منھ بڑی بات ہے؛ مگر تیری رحمت تو محروم نہیں رکھتی، مجھے محروم نہ کر تو کریم ہے، مجھے بھی وہی دولت نصیب کر، میری سعی وکوشش تیرے ہاتھ ہے۔

تیری صفت رحمٰن ہے اور ہے صفت تیری رحیم
ضائع نہیں کرتا ہے تو محنت کسی کی بیش وکم

یاارحم الراحمین! ان کو توفیق دے کہ اسلام کی پوری خدمت کریں اور اولوالعزم ودانشمند کہلائیں، ان کے علم اور ایمان سے اسلام کا باغ سرسبز وشاداب ہوکر پھولے اور پھلے، ان کے ایمان کی شمعیں ہر جگہ روشن ہوں اور ہر طرف وہی اسلامی خوبیاں نظر آنے لگیں، جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں اور کان مشتاق ہیں سننے کے۔

یاارحم الراحمین! وہ وقت دکھادے ان کو، علوم دین کے پورے مرتبے کو پہونچا اور پوری برکت وعظمت ان کے حق میں ظاہر کر، ان کو حاکم حجت اور عامل سنت کر، ان کا مرتبہ تمام علم مغرب والوں سے برتر اور اعلیٰ کر، ان کو وہ خوبیاں دینی اور دنیوی دے کہ میرے تمام حوصلے پورے ہوں، میں اپنی سعی وکوشش میں پوری طرح کامیاب ہوں ؎

ہوں پوری آرزوئیں تب اُٹھوں دنیا سے خوش ہوکر
ہو میری خوش نصیبی کا الٰہی تذکرہ گھر گھر (۲۴)

یاارحم الراحمین! تو وہ ہے کہ کافروں کی بھی سنتا ہے اور بے طلب دیتا ہے، کیا مانگنے سے نہ دیگا؟۔

یاارحم الراحمین! میں اُس وقت کی ایسی اُمیدوار ہوں جس طرح

رات میں صبح کی اُمید ہوتی ہے، ایسی اُمیدوار کو محروم نہ کر ؎

تیرا ہی یہ دربار ہے آتے ہیں سب شاہ وگدا
پھرتا نہیں خالی کوئی کرتا ہے تو سب پر کرم(۲۵)
ذرہ کو گر چاہے تو ہی پل میں کرے رشکِ قمر
تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ میرا ہو کم

یاارحم الراحمین! میری اولاد کو، جتنی ہے اور آنے والی نسل اور میرے بھائی بہن کی کل اولاد کو تمام آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھ، کوئی مصیبت ان پر نہ رکھ، انہیں ہر مہلک بیماریوں سے بچا، جن کو میں جانتی ہوں اور جن کو نہیں جانتی اور ہر خوف سے جس سے میں نے ایک مرتبہ بھی پناہ مانگی ہو اور ہر بری عادت سے اور ہر نا گہانی سے، ذلت اور محتاجی سے، بدنامی اور رسوائی سے، قرض کی مصیبت سے اور زبان کی برائی سے، دل کی برائی سے اور تکبر وغرور سے، حسد بغض کینہ اور فساد سے اور تمام امراض اور بیماریوں سے محفوظ رکھ۔

یاارحم الراحمین! ان کو وہ تندرستی عطا کر جس میں کوئی نقص اور عیب نہ پیدا ہو، انہیں تندرست اور خوش رکھ، انہیں تمام خوبیوں سے بہرہ ور کر۔

یاارحم الراحمین! دُعا کو ان کی قسمت پر غالب کر دے، جو کچھ برائی ان کی قسمت میں ہو میری دُعاؤں سے دور کر دے، کبھی برا اثر تک نہ ہو ؎

جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے
ترا ہی عالم میں نام ہوگا

یاارحم الراحمین! ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ رہے، ہر طرف سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اطمینانِ کامل عطا کر، کوئی فکر کا موقع نہ رکھ، مجھ پر رحم کر، مجھے اب دنیا میں رکھ کر ہلاک نہ کر، میرے بڑھاپے پر رحم کر، بہت حصہ اس زندگی کا دنیا کی فکر و محبت میں تباہ و برباد ہو چکا ہے، اب باقی حصہ اپنی محبت اور اطاعت و خدمت میں صرف کر اور مجھے دنیا سے بے خوف اور بے پروا کر دے اور مجھے تندرست رکھ، جو مشاغل میرے ہیں وہ ساتھ خوبی اور اطمینان کے جاری رکھ، میرے دست و پا قوی رکھ، مجھے کسی مرض اور مصیبت میں مبتلا نہ کر، مجھے خطرہ میں نہ ڈال، مجھے فکر معاش اور محتاجی سے بچا، مجھے اپنا محتاج رکھ، اپنے بندوں کا محتاج اور شرمندہ نہ کر۔

یاارحم الراحمین! اپنے کرم کا صدقہ میرا ہاتھ ہمیشہ اوپر رکھ اور مجھے غنی کر دے۔

نظم

ترے فضل کی کچھ نہیں انتہا
جو آیا ترے در پہ وہ خوش ہوا

ہمیشہ کیا تو نے مجھ پر کرم
نہ رکھا کوئی مجھ پہ بارِ الم

جو مانگا دیا اور دیا بے طلب
پھری میں ترے در سے محروم کب

کہ اس دم بھی مجھ پر کرم یاکریم
کہ ہے نام تیرا غفورٌ رحیمٌ

مری سعی وکوشش نہ برباد کر
ترے در پہ آئی ہوں امداد کر

دُعا جلد ہو اب مری مستجاب
علی[۲۶] ہو ترے فضل سے کامیاب

ہو وہ کامیابی جو ہو باسند
ہو ایسی سند جو کہ ہو مستند

ترے فضل سے کچھ نہیں دور ہے
ترا فضل عالم میں مشہور ہے

خزاں میں جو ہے آج فصل بہار
یہ سب فضل تیرا ہے پروردگار

دُعا اور سب میری ہووے قبول
ہے جو مدعا میرا ہووے حصول

جہاں میں سدا دونوں پھولیں پھلیں
ہمیشہ شریعت پہ قائم رہیں[۲۷]

بہن بھائی یہ سب رہیں شاد کام
ہر اک ذرہ ہو آج رشکِ قمر (۲۸)

خطاؤں پہ ان کی نہ کر تو نظر
ہیں بندے یہ تیرے تو ہی لے خبر

سدا مجھ پر تیرا رہے یہ کرم
نہ پھر مجھ کو پہونچے کوئی رنج وغم

یہ فصل بہاری رہے تاحیات
ہو بھتر کی بہتر حیات اور ممات

یاارحم الراحمین! ان کو علوم دین کی برکت سے وہ وہ خوبیاں دے کہ ان سے تمام جگہ گلزار ہو جائے، یہ جگہ جائے پناہ ہو ہر شخص کے لیے۔

یاارحم الراحمین! وہ برکتیں اور رحمتیں نازل کر کہ خزاں میں بہار آجائے۔

یاارحم الراحمین! ایسا کرم کر کہ گزشتہ خوبیاں ان کی موجود ہوجائیں اور یہ اطمینان سے زندگی بسر کریں، کوئی فکر نہ ہو۔

یاارحم الراحمین! یہ تیری طرف مائل ہیں؛ مگر فکر دنیا انہیں مجبور رکھتی ہے، فکر معاش اور طرح طرح کی سختیاں اور مصیبتیں درپیش ہیں کوئی صورت پناہ کی نہیں۔

یاارحم الراحمین! تجھی سے فریاد ہے کہ تو ہی نے انہیں عزت مال اولاد اور تمام خوبیوں سے بہرمند کیا تھا، یہ تیری نعمتوں کا شکر کرتے اور تیری

رضا مندی پر راضی رہتے تھے۔

یاارحم الراحمین! جن نعمتوں کا یہ شکر کرتے تھے ان سے یہ محروم ہورہے ہیں اور جو ذریعہ ان کے اطمینان اور خوشی کا تھا جس پر ان کی زندگی کا دارومدار تھا، جس کے باعث یہ نیک نام تھے، آج وہ ان کے لیے مصیبت ہوگیا نہ وہ دولت ہے نہ عزت نہ وہ آرام ہے نہ راحت، فکر اور پریشانی ان کی طبیعتِ ثانیہ ہے، بجائے اطمینان کے ایسے خطرے درپیش ہیں کہ کوئی لمحہ چین نہیں، زندگی دشوار ہے۔

یاارحم الراحمین! کیا تو ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیگا، کیا تو ان کی خبر نہ لے گا، کیا تو ان پر رحم نہ کرے گا۔

یاارحم الراحمین! اگر یہ گنہگار اور خطاوار ہیں تو رحم کر، تو ہادی ہے، ہدایت دے، اپنی رحمت وعنایت سے ان کو ہلاک وبرباد نہ کر، یہ تیرے بندے ہیں اور تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں تو ہی ان کی مدد کر جیسی مدد کی ہے ان سے اگلوں کی۔

یاارحم الراحمین! اس وقت یہ مظلوم ہیں تو مظلوم کی فریاد ضرور سنتا ہے اور رحم کرتا ہے، یہ قابلِ رحم ہیں، جو کچھ خوبیاں تو نے ان کو دی نہیں ان سے یہ محروم ہورہے ہیں، ان پر ایک ایسی قوم مسلط ہورہی ہے جس سے ان کو کہیں امان نہیں۔

یاارحم الراحمین! کیا تو ان کو اس قوم ظالم پر چھوڑ دیگا کہ یہ تیری زمین

سے انہیں نکال دیں اور خود مالک ہو جائیں اور ان پر وہ سختیاں کریں جو یہ نہ اٹھا سکیں۔

یاارحم الراحمین! یہ ذلت تو ہمارے حق میں گوارا نہ رکھ جو کچھ ظلم وہ کر رہے ہیں انہیں پر الٹ دے کہ وہ ظلم کے بانی ہیں، جو کچھ مسلمانوں پر گزر رہی ہے وہ تو ہی خوب جانتا ہے؛ اگر تو خبر نہ لے گا تو یہ بہت جلد ہلاک ہو جائیں گے۔

یاارحم الراحمین! یہ تیرا عتاب نہیں ہے یہ ظلم تیری رحمت وشفقت سے بالکل بعید ہے؛ اگر تو ایسا کرے تو پھر نہ رہے کوئی زمین پر چلنے اور بسنے والا۔

یاارحم الراحمین! اب رحم کر تجھی سے فریاد ہے تو یہ ظلم ہم سے اٹھا لے اب طاقت نہیں ہے، تو طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا کسی پر۔

یاارحم الراحمین! ہماری فریاد سن لے، ہماری مشکلیں آسان کر، کشادہ کردے زمین کو مسلمانوں پر جو تنگ ہوگئی ہے اور کھول دے ہر طرف سے دروازے رزق کے کہ بند ہو گئے ہیں اور حکم کر کہ زمین پھر ہمارے قبضہ میں آجائے جو تو نے ہمیں دی تھی، جس سے ہم آسودہ تھے اور بچا ہم کو خطروں سے جو ہماری رسوائی ہلاکت کا باعث ہوں۔

یاارحم الراحمین! کسی قوم کا ظلم ہم پر گوارا نہ کر، کسی قوم کو ہم پر حاکم نہ کر، ہمارا حاکم ہمارا وارث ہمارا مالکِ حقیقی تو ہے جو کچھ ہے تیرا ہے، ہمارے لیے جو کر اپنے ارادہ سے کر اور قوم ظالم بے دین کے ظلم سے ہمیں نجات دے۔

یاارحم الراحمین! جو کچھ ان کے ارادے ہوں توڑ دے، ان کی

اُمیدیں منقطع کردے اور ان کی جماعت میں ایسا تفرقہ پیدا کر کہ تمام حوصلے ان کے پست ہو جائیں، ان کی تدبیریں اور کوششیں جتنی ہیں سب بے سود ہوں اور جو اختیارات ان کو ملے ہیں وہ مسلمانوں کو حاصل ہوں؛ تاکہ یہ تیری زمین پر بسیں اور تیری نعمتوں کا شکرادا کریں۔

یاارحم الراحمین! اپنی رحمت سے تو ہی فیصلہ کر، قوم ظالم پر نہ چھوڑ، ہمارے کاموں میں ان کو دخل نہ دینے دے، ہمیں اُن کے ظلم سے باز رکھ، وہ کافر ملعون دشمنِ اسلام ہیں ان کو اور ان کے ارادوں اور کوششوں کو خاک میں ملادے کہ پھر ان کو سوچنے اور سمجھنے کا موقع نہ ملے۔

یاارحم الراحمین! جلد خبر لے اور مدد کر مسلمانوں کی اور بنادے کام ان کے جو بگڑے ہوں اور ساتھ دے ان کا ہر مشکل میں اور کامیاب کر ان کو اپنی کوشش میں۔

یاارحم الراحمین! جس نفع سے ہم سب محروم ہو رہے ہیں اپنے کرم کے صدقہ کافی طور سے ہر مستحق کو پہونچا، تو ہی مالک ہے ہر نفع ونقصان کا۔

یاارحم الراحمین! اپنی شانِ کبریائی کا صدقہ اس سرکش قوم کے سر جھکادے، تو قادر ہے ہر چیز پر جو چاہے کرے۔

یاارحم الراحمین! ایسا کرم کر کہ اب کوئی دقت نہ رہے، تمام معاملات ٹھیک کردے کہ کوئی خطرہ نہ رہے، آسانی کے ساتھ سب

مرحلے طے ہوجائیں اور ہر خوف سے امان دے ؎

اے زبردست غالب جبّار
سارے بگڑے ہوئے بنادے کار

یاارحم الراحمین! اب مسلمانوں پر رحم کر یہ کافی سزا پاچکے اپنے کئے کی، اب اس سے زیادہ سزا نہ دے ؎

نہیں ہے دل میرا قابلِ سزا کے

یاارحم الراحمین! اب ان پر کوئی مشکل نہ ڈال، یہ قابل رحم ہیں ان پر عتاب نہ کر، انہیں ہلاک اور برباد نہ کر جو کچھ عیب ان میں پیدا ہوگئے ہیں ان کی اصلاح کر یہ نہیں جانتے۔

یاارحم الراحمین! ان پر رزق تنگ نہ کر، انہیں اپنی خلق میں ذلیل ورُسوا نہ کر، ان پر اپنی نعمتیں دشوار نہ کر، ان کی زندگی بدمزہ نہ کر، اس وقت کی آفتوں اور فتنوں سے ان کو بچا، اس وقت کی آفتیں بہت سخت اور خطرناک ہیں، ان کے ایمان اور عزت کی حفاظت کر، ان کے دل اور دماغ صحیح رکھ اور ثابت قدم رکھ ان کو کہ یہ دونوں عالم میں سرخرو اور نیک نام ہوں، آمین۔

یاارحم الراحمین! یہ دعائیں میری ایسی مستجاب ہوں کہ ہر طرف سے امان ہوجائے، تمام مشکلیں آسان ہوں اور ہر طرف سے وہ رحمتیں ان پر نازل ہوں کہ یہ باغِ خزاں سرسبز ہوجائے اور وہ خوبیاں ان سے ظاہر

ہوں کہ دنیا جنت کا نمونہ بن جائے۔

یاارحم الراحمین! ان سے وہ کام کروا جس سے تو خوش اور راضی ہے اور ان کواُن لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا۔

یاارحم الراحمین! مجھے اپنی محبت دے اور اپنی ہی طرف رجوع رکھ اور اپنی ہی یاد میں مجھے دنیا سے اُٹھا اور مجھے دنیا سے بے خوف و بے پروا کردے، بس میں تیری ہی ہوں اور تو میرا ہے(۲۹)۔

یاارحم الراحمین! مجھ پر موت آسان کرنا اور میرا خاتمہ بالخیر ہو۔

یاارحم الراحمین! اُس وقت کی تمام مشکلیں میری آسان کر، وہ وقت بہت نازک ہے، نہیں معلوم کیا کہنا چاہوں اور منہ سے کیا نکلے۔

یاارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقے مجھے شیطان کے مکر سے بچا اور میری زبان پر اپنا ذکر جاری کردے کہ دنیا کی کچھ خبر نہ ہو، بس! ہر طرف تو ہی تو ہو ۔

اُس گھڑی لب پہ الٰہی مرے تو ہی تو ہو
بے خودی میں بھی رہے جوش بس اتنا باقی

یاارحم الراحمین! تیرے ذکر اور کلمۂ شہادت کے ساتھ میرا دم نکلے جس کے باعث مجھے خواب میں جنت کی بشارت ملی ہے، اس وقت نبی مکرم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک میرے سینہ پر ہو اور تمام جسم میرا منور ہو جائے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي، وَنُورًا فِي قَبْرِي، وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُورًا مِنْ خَلْفِي، وَنُورًا عَنْ يَمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَنُورًا مِنْ فَوْقِي، وَنُورًا مِنْ تَحْتِي، وَنُورًا فِي سَمْعِي، وَنُورًا فِي بَصَرِي، وَنُورًا فِي شَعْرِي، وَنُورًا فِي بَشَرِي، وَنُورًا فِي لَحْمِي، وَنُورًا فِي دَمِي، وَنُورًا فِي عِظَامِي، اللَّهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا، وَأَعْطِنِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا۔ (ترمذی، ابواب الدعوات:۳۴۱۹)(۳۰)۔

یاارحم الراحمین! موت مژدۂ رحمت ہوکر آئے، جس طرح توفیق دُعا میرے لیے کلید رحمت وعنایت ہوگئی۔

یاارحم الراحمین! مجھ پر ایسا کرم کر کہ دَم نکلتے ہی میں آرام سے سوجاؤں، جس طرح دُلہن سوتی ہے آرام سے ۔

ہو نمایاں ہر طرف باغ وبہار جانفزا
دَم نکلتے ہی میں پہونچوں خلد میں اے کبریا

یاارحم الراحمین! اپنی رحمت کا صدقے مجھے قبر میں نہ چھوڑ، مجھے قید نہ کر، مجھے سوال سے ہلاک نہ کر، مجھ میں جواب کی قوت نہیں تو میری مدد کر اور میرا ساتھ دے، جس طرح ساتھ دیتا رہا ہر مصیبت میں اور مجھ پر وہ انعام واکرام کر کہ میری موت قابلِ رشک ہوجائے، ہر شخص میرا مشتاق ہو۔

آئیں حوریں میرے لینے کے لیے فردوس سے
شور ہو عالم میں یہ ہرسو کہ کیا جاگے نصیب

یاارحم الراحمین! کب وہ دن آئے گا کہ میں اپنی مراد کو پہونچوں گی۔

کہہ رہا ہے شوق دل سب چھوڑ جا مالک کے پاس
مدعا حاصل ترا ہو جائے گا مالک کے پاس

ہے نہیں گر پاس کچھ تو کلمہ توحید ہے
بس یہی ہو جائے گا توشہ مرا مالک کے پاس

ہے جو یہاں شیوہ مرا ہوگا وہاں بھی دستگیر
ہاتھ پھیلا کر کرونگی التجا مالک کے پاس

قبر میں ہرگز نہ ٹھہرونگی کہ ہو مجھ سے سوال
ویسے ہی پہونچوں گی لے کر مدعا مالک کے پاس

اے فرشتو! میں تمھیں دونگی ابھی بہتر جواب
تم ابھی تو چھوڑ دو بہر خدا مالک کے پاس

سارے جھگڑے میں ابھی طے کر کے آئی ہوں یہاں
کچھ تو اب آرام لینے دو زرا مالک کے پاس

وہ سزا دے یا کرے میری طرف چشم کرم
کچھ نہیں ڈر ہے مجھے، سر رکھ دیا مالک کے پاس

جب کہونگی میں بآواز بلند لَا تَقْنَطُوْا
باب رحمت اس گھڑی کھل جائے گا مالک کے پاس

فکرِ دنیا سے تجھے اب ہوگئی بہتر نجات
رہ بس اب آرام وراحت سے سدا مالک کے پاس

یاارحم الراحمین! میری یہ خواہشیں خاص تیرے کرم کے بھروسے پر ہیں کہ تجھے کچھ دشوار نہیں، وہ تیرے ہی بندے ہیں، جن میں سے کسی کو ولی اور کسی کو نبی کردیا، اُسی کرم کا صدقہ مجھے محروم نہ رکھ، میں بھی تیرے فضل کی اُمیدوار ہوں۔

یا الٰہی سب خوشی کے ساتھ میرا کام ہو
کام ہو میرا ترے فضل وکرم کا نام ہو

یہ بھی تیری شان ہے کسی کو بے طلب دیتا ہے، مجھے محنت سے دیدے، اپنے دَر پر بلاکر محروم نہ پھیر، میری شرم رکھ لے، نہ مانگنے والوں میں مجھے شرمندہ نہ کر، تجھے اپنے پیدا کرنے کی شرم لازمی ہے تو کریم ہے۔

تیرا ہی یہ دربار ہے آتے ہیں سب شاہ وگدا
پھرتا نہیں خالی کوئی کرتا ہے تو سب پر کرم
ذرے کو گر چاہے تو ہی پل میں کرے رشک قمر
تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ میرا ہو کم

یاارحم الراحمین! تو مجھ سے خوش اور راضی ہو اور وہ نعمتیں دے کہ میں اپنی گدائی پر فخر کروں اور عالم میں قابل رشک بنوں۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَاتُعْطِیْ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ(۳۱)۔

کیوں نہ ہو بہتر درِ اعلیٰ سے اب تو کامیاب
مل گیا ہے جب تجھے اس کی گدائی کا خطاب

اب میں اس کتاب (وصیت) کو ختم کرنے والی ہوں خدا کرے ایسی مقبول ہو کہ ہر شخص عامل بن جائے، کچھ دُعائیں لکھ کر جو باقی رہ گئی ہیں ختم کرونگی۔

یہ کتاب میں نے کسی اور غرض سے نہیں لکھی بلکہ اس غرض سے لکھی ہے کہ جو لوگ دُعا کی اہمیت نہیں سمجھتے اور اس کے فوائد سے محروم رہے جاتے ہیں وہ اس کو دیکھ کر اپنے خیالِ خام سے باز آئیں اور دُعا کر کے تمام خوبیوں سے بہرہ ور ہوں، میں نے تمام اوقات دُعا کے اور جو کچھ مجھے دُعا سے حاصل ہوا صاف صاف بتا دیئے، اب اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے وہ اس پر عمل کرے، مجھے جو کچھ حاصل ہوا وہ دُعا کی برکت ہے، میں کسی قابل نہ تھی میں ایک ایسی بدترین خلق تھی جو کسی شمار میں نہ آسکتی تھی، یہ اس کا عین فضل تھا جو مجھے دعا کی توفیق دیدی؛ ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ خوبیاں ؎

نہیں تھی میں کسی قابل جہاں میں
مگر سب کچھ دیا اس نے بلا کے

اے میری پیاری بچیو! اور اے عزیز بہنو! اگر تم تمام خوبیوں سے بہرہ ور ہونا اور اس وقت کی آفتوں سے بچنا چاہتی ہو تو دُعا کرو اس سے زیادہ کوئی چیز باعثِ راحت و نجات نہیں، یہ وقت نہایت خطرناک اور کوئی دوسری تدبیر کر کے اس سے بچنا محال ہے۔

دُعا سے غافل نہ رہو، جو وقت ملے غنیمت جانو، بہتر ہے کہ مصیبت آنے

سے پہلے دُعا کرلو، نہیں معلوم کس وقت اور کیا آفت پیش آجائے اور تم بے خبر ہو، مصیبت بتا کر نہیں آتی تم دُعا سے نہ چوکو، ہر مصیبت سے پناہ مانگو، فنا ہونے والی باتوں پر نازاں نہ ہو، دنیا قابلِ اطمینان نہیں، کبھی مانوس کرتی، کبھی مایوس کرتی ہے، عجب اس کی محبت ہے، عجب اس کی عداوت ہے، تم ہوشیار ہو جاؤ، کہیں یہ دغا نہ دے، اس کے مکر سے بچو! یہ ایک ایسی خطرناک جگہ ہے جہاں ہر طرف ڈاکو چور اور درندے پھیلے ہوئے ہیں، جس وقت چاہیں حملہ کر بیٹھیں؛ ایسی حالت میں کیونکر اطمینان ہوسکتا ہے، ان مصیبتوں اور خطروں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں، بجز دُعا کے؛ ایسی جگہ اگر کچھ بھی تمہیں آرام پہونچے تو شکر کرو اور اس کی عنایت ومہربانی سمجھو، یہ وقت آرام واطمینان کا نہیں، دیکھو! دُعا رحمتِ الٰہی ہے، سیلاب میں تمہاری کیسی حفاظت کی، کیا تم اس وقت بچ سکتی تھیں یا تم اپنی عزت اور مال یا پیاری پیاری جانوں کی حفاظت کرسکتی تھیں؟ جن کی تمہیں خبر تک نہ تھی، یہ خاص اس کی رحمت اور دُعا کی برکت تھی جو تم مع مال واولاد کے محفوظ رہیں، تمہاری عزت وآبرو پر کوئی حرف نہیں آنے پایا، کوئی چیز اگر ضائع ہوئی تو اس سے بہتر تمہیں دیا، یہ وہ سیلاب تھا جس سے کتنی نسلیں مٹ گئیں کہ نام ونشان بھی باقی نہ رہا اور تم اس وقت تک اس کے فضل وکرم سے آباد ہو، یہ دُعا کا اثر تھا، جو پیشتر دُعا نہ کی ہوتی تو اُس مصیبت میں کیا ہوسکتا تھا جب کہ بات کرنا بھی دشوار تھا؛ اگر تم دُعا کرتی رہوگی تو یونہی تمہاری مشکلیں آسان ہونگی اور وہ تمہارا ساتھ دے گا۔

ہر مصیبت میں اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ اپنا مالک ساتھ دے، اب تم تمام فوائد سمجھ کر دُعا کی عادت پکڑو! یہاں تک کہ عادی ہو جاؤ، تمام ضرورتوں اور کاموں پر دُعا کو ترجیح دیتی رہو کہ اس وقت کی آفتوں سے بچو! اور سرخرو و نیک نام ہو کر اس دولت سے بہریاب ہو۔

اے بچیو! اس دولت کو کم مت کہو، اس کے فوائد سے محروم نہ رہو؛ اگر تمہیں دعا کرنا نہیں آتا تو حزب الاعظم پڑھ لیا کرو[۴۲] اس سے بہتر اور کیا دعا ہوسکتی ہے، یہ دنیا و آخرت کے لیے بہترین دعائیں ہیں، غرض تمہیں دعا کرنا ضروری ہے، جس طریقے سے بھی کرو، اپنی جان مصیبت میں نہ ڈالو، یہ بہت خطرناک وقت ہے، دعا سے غافل نہ رہو، پہلے تندرستی کی دعا کرو، تندرستی بڑی چیز ہے، زندگی کا دارومدار تندرستی پر ہے، خاص خاص وقتوں میں نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اُسے پکارو اور تمام مرضوں کا نام لے لے کر اُن سے پناہ مانگو؛ کیونکہ بہت مرض ایسے ہیں کہ کوئی ساتھ نہیں دیتا، جیسے برص، جذام، صرع (یعنی مرگی)، مالیخولیا اور جنون اسی طرح کے اور مرض بھی ہیں جن سے لوگ پرہیز کرتے ہیں اور دور دور بھاگتے ہیں:

اللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ (مسند احمد:۱۷۶۲۸)۔

”کہ اے اللہ! تمام تر معاملات و اُمور میں ہمارا انجام بخیر فرما اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا“۔

اللہ تعالیٰ ایسی مصیبت نہ دے جو اُٹھ نہ سکے اور دل ودماغ بیکار ہوجائے، ہر وقت دعا کرو کہ وہ ہر آفت ومصیبت اور ہر بلاءِ ناگہانی اور بری اولاد سے بچائے، اس کا اثر بھی کسی مرض سے کم نہیں، بری اولاد بہت بڑی بیماری ہے؛ ایسے سے بے اولاد ہونا بہتر ہے، خاص کر اُس وقت میں، بقول حالیؔ مرحوم ؎

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے
بری اُن کی حالت بری ان کی گت ہے

اس وقت شرفا کی حالت نہایت خطرناک ہے، نہ علم ہے نہ دولت؛ اگر اولاد ہے تو بے تربیت، اے بچیو! تمہیں بہت ضرورت ہے، تم دُعا کرو کہ تمہاری اولاد سب نیک وصالح خوش نصیب اور تمہارے لیے ذریعۂ راحت ہو اور تمام عیبوں سے جو اس وقت رائج ہورہے ہیں محفوظ رہے؛ اگر تربیت سے تم ناواقف ہو تو دُعا کرو کہ بچے اس وقت کی ذلت ومصیبت سے بچیں اور غیر قوموں کی ترقی اور اپنی پستی پر شرمندہ نہ ہوں، تم خوب دیکھ رہی ہو کہ شریفوں کی کیا حالت ہے، ان کی اولاد میں وہ عیب پیدا ہورہے ہیں جو باعث ہلاکت ومصیبت ہیں، اب تم جلد ہوشیار ہوجاؤ یہ وقت غفلت کا نہیں ہے، ان کی اصلاح کرو اور دعا کرو ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے، وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کی اولاد اچھی ہے اور وہی صاحب اولاد ہیں، اولاد کا تم پر حق ہے، ان کی بہتری تمہارے لیے بھی بہتر ہے؛ اگر ان کو خوبیاں حاصل ہونگی وہ نیک نام ہونگے تو تمہارے کان

اور آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی، دنیا جنت کا نمونہ ہوجائے گی، آرام سے زندگی بسر کروگی، تم بجز دُعا کے کچھ نہیں کرسکتیں، نہ اپنے حق میں نہ اولاد کے حق میں، یہ تمام باتیں جو تم دیکھ رہی ہو سب آثارِ قیامت سے ہیں یہ ہوکے رہیں گے، ذرہ برابر فرق نہ پاؤ گی، بس! اب دُعا سے کام لو کہ ہلاک نہ ہو، اولاد کی بربادی ورسوائی سخت ہلاکت ومصیبت کا باعث ہوتی ہے، خدا دشمن کو بھی ناخلف اولاد نہ دے، اولاد کے حق میں دُعا سے زیادہ کوئی چیز فائدہ مند نہیں ہوسکتی، بس! تم دُعا کرو! اور اَڑ جاؤ اس پر کہ ہم لیکر اُٹھیں گے؛ ایسے مانگنے والے کو وہ محروم نہ کریگا۔

میں نے اپنا تمام وقت وقف کردیا تمہارے لیے اور کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر موقع سمجھ کر دعا کی اور اس کوشش میں اپنی زندگی تلخ کردی کہ تم ہلاک وبرباد نہ ہو، مجھ سے تمہاری فکر وپریشانی تمہاری ذلت ورسوائی نہیں دیکھی جاسکتی، مجھ پر جو حق تھا میں نے ادا کیا، وہ مالک ہے جو چاہے کرے، اب تم اپنی اولاد کو محروم نہ رکھو، ان کے لیے دُعا کرو کہ اس وقت کی مصیبتوں سے محفوظ رہیں اور تمہاری بہترین اولاد کہلائیں، ان کے لیے دُعا کرنا ضروری ہے، ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ جس سے نبی اور ولی نے پناہ مانگی ہے۔

یاارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقہ اس سے زیادہ خطرناک وقت مجھے نہ دکھلا، میں نے اس وقت سے بہت پناہ مانگی ہے، مجھے میری اولاد کو اور سب مسلمانوں کو بچا، میرے دل پر میرے بڑھاپے پر رحم کر

تو ایسا رحیم ہے کہ قیامت میں بھی بوڑھوں پر عذاب نہ کرے گا۔

یا ارحم الراحمین! مجھے اور میری اولاد کو اسلام میں ثابت قدم رکھ اور تمام فتنوں سے بچا، اپنے نبی کے صدقہ شریفوں پر رحم کر! ان کی ذلت گوارا نہ رکھ! یہ آل نبی ہیں۔

یا ارحم الراحمین! جن باتوں اور جن مرضوں اور مصیبتوں کا مجھے خوف رہتا ہے ان سے مجھے میری کل اولاد اور اولاد کی اولاد کو اور عزیزوں کو ہمیشہ محفوظ رکھ، کسی پر اثر بھی نہ ہو؛ اگر قسمت میں کچھ برائی ہو تو اپنی قدرت سے مٹا دے، جس قدرت سے آسمان و زمین کو قائم کیا اور جب چاہے گا فنا کر دے گا، تجھے سب قدرت ہے، ان کی قسمت میں جو کچھ برائی ہو مٹا دے۔

یا ارحم الراحمین! تمام مصیبتوں پر میری دُعا غالب رہے۔

یا ارحم الراحمین! ان کی خطاؤں پر نظر نہ کر، ان کو اپنے غصہ سے بچا لے، ان پر کوئی مصیبت نہ آزما، ان کو ہر ناگہانی آفتوں سے بچا، جلنے سے ڈوبنے سے اور گر کر اور دب کر مرنے سے اور اس خوف سے جس کا مجھے اندیشہ رہتا ہے اور ان غموں سے جن پر یہ صبر نہ کر سکیں اور ان فکروں سے جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوں اور اولاد کی بربادی و رسوائی اور بدنامی و ناکامی سے ان کو بچا لے کہ تو ہی ہر ایک کو بچانے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

یا ارحم الراحمین! انہیں اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کر، انہیں عزت دے کر

ذلیل نہ کر، انہیں دولت دیکر فقیر نہ کر، ان کو راہ پر لاکر گمراہ نہ کر، اپنی خلق میں انہیں شرمندہ نہ کر، انہیں تکبر، غرور، ریا، حرص، حسد، بغض، کینہ اور فساد سے پاک کر کہ یہ مرض ہلاک کرنے والے ہیں۔

یاارحم الراحمین! جو کچھ عیب ان میں عارضی یا فطری ہوں دور کردے اور بجائے عیبوں کے ان میں وہ خوبیاں پیدا کر جوان کی فلاح وبہبودی کا باعث ہوں۔

یاارحم الراحمین! دُعا کی برکت اور اپنی عنایت سے انہیں ہر خوبی میں بے مثال اور قابلِ رشک کر۔

یاارحم الراحمین! اگر یہ بدراہ ہوں تو رحمت کے ساتھ ہدایت دے؛ اگر یہ مفلس ہیں غنی کردے تو کریم ہے؛ اگر یہ مقروض ہیں تو انہیں سبکدوش کر؛ اگر کوئی ان میں مرض پیدا ہوگیا ہو تو اُس سے ان کو نجات دے، ان کے لیے بہترین ذریعہ قائم کردے کہ آرام سے یہ زندگی بسر کریں، کوئی خطرہ نہ ہو، ان کے تمام بگڑے ہوئے معاملات بنادے کہ تیرے ہی حکم سے بگڑتے اور بنتے ہیں۔

یاارحم الراحمین! میری دُعا کا ایسا اثر ہو کہ جن خوبیوں سے یہ محروم ہوگئے ہیں وہ سب موجود ہوجائیں وہی رحمتیں ان پر نازل ہوں جو پہلے نازل ہوا کرتی تھیں اور مجھے ہر طرف سے اطمینان ہوجائے کہ میں دنیا سے بے خوف ہوجاؤں، آمین یاارحم الراحمین۔

تمت بالخیر

كتبه، احمد بن صغريٰ ابوالخير رحمهٗ رَبُّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعَافَاهٗ وَهَدَاهٗ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْم وَجَعَلَهٗ اِمَامًا لِلْمُتَّقِيْنَ وَشَرَحَ صَدْرَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَاٰتَاهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ وَالْحُكْمَ وَاَعَاذَهٗ مِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَجَنَّبَهُ الشَّيْطَانَ وَمَارَزَقَهٗ مِنْ اِلٰهٍ آمين بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَاَزْوَاجِهٖ وَاٰلِهٖ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْن وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْن، آمين[۴۳]۔

ترجمہ: ’’تحریر کردہ احمد بن صغریٰ ابوالخیر اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اپنے دامن عفو ورحمت میں جگہ دے اور عافیت عطا کرے اور سیدھی راہ پر چلائے اور اسے سرگردہ اتقیاء بنادے اور اس کے سینہ کو ایمان ویقین کے لیے کھول دے اور علم وحکمت سے بھر دے اور محفوظ رکھے تمام بیماریوں اور کمزوریوں سے اور شیطان کے شر سے اسے اور اس کو عطا کردہ سبھی مال ومتاع آل واولاد کو جو اسے اس کو اس کے رب نے عطا کیا، اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے اس دعا کو قبول فرما اور اللہ کی خوب رحمتیں ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی ازواج مطہرات واہل بیت اطہار واصحاب کرام پر اور اس کا سلسلہ ختم نہ ہو‘‘ (محمود حسن حسنی)۔

حواشی

(مولانا محمود حسن حسنی ندوی)

(۱) یعنی سخی لوگ دیتے دلاتے وقت لینے والے کے احسان مند ہوتے ہیں کہ اس نے خوش دلی سے قبول کیا۔

(۲) (''قضاء وقدر کا معاملہ ایک ایسی غیبی حقیقت ہے، جو صرف ماننے جانے اور تسلیم کئے جانے کی طالب ہے، نہ کہ غور وفکر اور بحث ومباحثہ کی، اس کے متعلق شریعت نے جو کچھ بتایا ہے اور جتنا حکم دیا ہے، اسی کو جوں کا توں ماننا، تسلیم کرنا اور اس پر کامل یقین رکھنا ہی اپنے دین وایمان کو سلامت رکھنا ہے، اس مسئلہ میں غور وفکر اور بحث ومباحثہ کرنا اور عقلیت پسندی کا مظاہرہ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز نہیں ہے؛ بلکہ اپنے ایمانی وجود کو ایک مہلک راستہ پر ڈالنے کے مترادف ہے، علماء راسخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا ایسا بھید ہے جس کا عام انسانی عقل وادراک میں آنا تو درکنار، اس کو نہ تو کسی مقرب ترین فرشتہ پر ظاہر کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت کسی بڑے سے بڑے نبی اور رسول پر منکشف کی گئی ہے؛ لہٰذا اس بارہ میں غور وفکر اور بحث ومباحثہ سے اجتناب کر کے بس اس عقیدہ پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے کہ تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور مخلوق کا کام اپنے خالق وپروردگار کی عبادت واطاعت میں لگے

رہنا ہے، اس نے اپنی صفت رحمت کے اظہار کے لیے جنت بنائی ہے اور صفت عدل کے اظہار کے لیے دوزخ، وہ جس کو چاہے اپنی رحمت سے جنت میں پہونچا دے اور جس کو چاہے دوزخ میں ڈال دے (مظاہر حق، شرح اردو مشکوٰۃ شریف) لہٰذا دُعا ہی وہ عمل اور مؤمن کا ہتھیار ہے جس سے وہ ایک طرف اپنے خالق ومالکِ حقیقی کا تقرب حاصل کرتا ہے اور بندگی کا ثواب پاتا ہے اور اس قربت کے نتیجہ میں اپنے معاملات حل کراتا ہے، دوسری طرف مخلوق کے معاملات اور دنیا کے کاموں میں وہ اس ہتھیار کے ذریعہ کامیابیاں حاصل کرتا ہے، حدیث شریف میں دعا کو ایک طرف عبادت اور عبادت کا مغز کہا گیا ہے اور دوسری طرف مؤمن کا ہتھیار بھی کہا گیا ہے وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۞ (سورۃ الفتح: ۷)"۔

(۳) "لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ (سنن ابن ماجہ: ۹۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب البر والصلة: ۴۹۲۵) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابواب القدر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ کے الفاظ میں ذکر کی ہے اور یہ دونوں روایتیں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المناهج والتناقيح فی تخريج احاديث المصابيح میں احادیث حسان میں الگ الگ باب میں ذکر کی ہیں اور علامہ البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں ذکر کی ہیں اور تحسین کی ہے"۔

(۴) عظیم محدث وفقیہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ ادعیہ

مسنونہ کا وہ نورانی انتخاب ہے جو انہوں نے اس جذبہ سے دنوں کے اعتبار سے مرتب کیا کہ لوگ طرح طرح کے اوراد کا اہتمام کرتے تھے جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور سنت کے نور سے وہ خالی تھے اللہ تعالیٰ نے اس انتخاب کو جو انہوں نے کتب احادیث سے کیا بڑی مقبولیت عطا فرمائی، علماء نے اس کی تخریج کی، شرح کی اور ترجمہ کیا اور اس کا بھی انتخاب کیا، مشہور محدث علامہ سید بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی کا ترجمہ اور انتخاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی مہاجر مدنی کے خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ زیادہ مستند اور معیاری ہے، یہ انتخاب مختصر الحزب الاعظم کے نام سے مقبول عام ہے اردو نظم کرنے کا کام حضرت مولانا سید فخر الدین حسنی (متوفی: ۱۹۰۸ء) جد بزرگوار حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع البحرین کے نام سے اور موج کے نام سے ہر دن میں تقسیم کیا۔

(۵) بعد میں یہ تعبیر واضح ہوگئی کہ جب خاندان حسنی کے مرد صالح ورشید وعالم ربانی مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی کا رشتہ ان کے والد مولانا حکیم سید فخر الدین حسنی نے دیا اور پھر ان ہی سے نکاح ہوا، جن سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ وجود میں آئے۔

(۶) بتول بی بی مرحومہ، سید خلیل الدین حسنی مرحوم کی صاحبزادی اور مخدومہ سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ کی حقیقی بھانجی والدہ سید حسن مجتبیٰ، سید حسن مثنیٰ، سید محمد مسلم حسنی ہیں۔

(۷) عبید میاں حافظ سید عبید اللہ حسنی مرحوم مراد ہیں جو مرحومہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۸) مولانا حکیم سید فخر الدین حسنی کے گھر سے تعبیر ظاہر ہوئی وہ بھی طبیب اور ان کے عالی قدر فرزند مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء بھی طبیب تھے۔

(۹) سیدہ بتول بی بنت مولوی سید خلیل الدین حسنی جو بہتر صاحبہ مرحومہ کی حقیقی بھانجی اور قریب العمر تھیں اور دونوں حافظ قرآن بھی تھیں، آپس میں بڑا تعلق اور بے تکلفی تھی۔

(۱۰) سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ کے چچا ایک تھے مولانا سید رشید الدین جن کے دو فرزند مولوی سید خلیل الدین اور سید امین الدین اور چار صاحبزادیاں تھیں اور تین ماموں تھے حکیم سید محمد یامین، سید محمد یقین اور سید محمد نعیم حسنی رائے بریلوی، فرزندان مولانا سید محمد معین حسنی نصیر آبادی، سید محمد نعیم مرحوم سب سے بڑے تھے عنفوان شباب سے تا عمر تہجد اور دوسری خوبیوں کے پابند رہے، حکیم سید محمد یامین مرحوم سب سے چھوٹے تھے۔

(۱۱) یہ پانچ بہنیں اور دو بھائی تھے، سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ صاحبہ کا مولانا سید فخر الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا عبد الحی حسنی سے اور بڑے بھائی سید احمد سعید حسنی رحمۃ اللہ علیہ کا مولانا فخر الدین حسنی کی حقیقی بھانجی دختر سید عبد الرزاق فلاحی حسنی ٹونکی سے نکاح ہوا اور دوسرے بھائی حافظ مولانا سید عبید اللہ

حسنی رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی ماموں سید محمد نعیم مرحوم کی صاحبزادی سے جو حافظ قرآن تھیں ہوا اور انہی کے گھر میں سید محمد سلیم مرحوم سے ایک بہن سیدہ صالحہ بی صاحبہ کا نکاح ہوا جو حافظ قرآن اور آپ کی بڑی ہم مذاق اور اسم با مسمّٰی خاتون تھیں، چچا سید رشید الدین مرحوم کے گھر میں دو رشتے ہوئے، سب سے بڑی بہن کا بڑے چچازاد بھائی سید خلیل الدین حسنی مرحوم سے اور دوسری بہن کا ان کے چھوٹے بھائی سید امین الدین حسنی مرحوم سے اور سب سے چھوٹی بہن کا نکاح دوسرے ماموں سید محمد یقین مرحوم کے صاحبزادے سید عبدالرحمن حسنی مرحوم سے ہوا، اس تفصیل سے وہ بات سمجھنا آسان ہوگی جس کا ذکر مخدومہ سیدہ خیرالنساء بہتر مرحومہ نے کیا ہے اور انہی رشتوں میں جو ان کی بہنوں کے ہوئے ان کا بھی ہوسکتا تھا، جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے افرادِ خاندان میں سب سے صالح اور ربانی عالم مولانا سید عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء کا انتخاب کیا، جن سے اللہ تعالیٰ نے ایسی باکمال اولاد ذکور واناث مقدر کی تھیں جس پر یہ بات صادق آتی ہے ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است''۔

(۱۲) چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''میرا دادیہال جائیداد واملاک اور مشترک مال وحقوق سے عرصہ سے محفوظ تھا والد صاحب کی آمدنی خالص طبی پیشہ کی رہین منت تھی'' (کاروانِ زندگی: ۱/ ۸۲)۔

(۱۳) یعنی حقیقی ماموں نہیں رشتہ میں ماموں اور دوسرے رشتہ سے

پھوپھی زاد بھائی یعنی ان کے والد حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی چچازاد بہن کے فرزند مولانا حکیم سید فخر الدین حسنی (والد ماجد مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء)۔

(۱۴) مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی (والد ماجد حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات حسرت آیات کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے جمعہ ۱۵/ جمادی الآخری ۱۳۴۱ھ مطابق ۲/ فروری ۱۹۲۳ء کو وفات پائی۔

(۱۵) سیدہ طیب النساء بنت مولانا سید محمد معین حسنی بن سید محمد مقیم بن سید محمد امین اگھا میاں حسنی نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہم (والدہ ماجدہ سیدہ خیر النساء بہتر رحمۃ اللہ علیہا) حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید محمد بن اعلیٰ نصیر آبادی کی نواسی تھیں۔

(۱۶) عارف باللہ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنی بن مولانا سید سعید الدین بن مولانا سید غلام جیلانی ابن مولانا سید محمد واضح بن مولانا سید محمد صابر بن مولانا شاہ سید ایت اللہ خلف اکبر محی السنۃ حضرت سید شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہم۔

(۱۷) یعنی حضرت مولانا سید فخر الدین حسنی (والد ماجد حضرت مولانا سید عبد الحی حسنی) حضرت مولانا سید محمد ظاہر حسنی کے نواسہ تھے جو حضرت شاہ ضیاء الدین حسنی کے حقیقی چچا تھے، اس رشتہ سے وہ سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ

کے پھوپھی زاد بھائی ہوتے تھے لیکن ان کے حقیقی بڑے چچازاد بھائی سید خلیل الدین اور سید امین الدین کے حقیقی ماموں تھے اس طرح گھر کے دوسرے افراد بھائی بہن وغیرہ یہی رشتہ لیتے اور اسی سے مخاطب کرتے تھے۔

(۱۸) یعنی بہتر صاحبہ مرحومہ کے خسر حضرت مولانا حکیم سید فخر الدین خیالی حسنی مصنف مہر جہاں تاب وسیرۃ السادات۔

(۱۹) یعنی مرحومہ اور ان کے شوہر حضرت مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی والدین ماجدین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۰) مفصل حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ ہو حیات عبد الحی مصنفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ وذکر خیر (حالات زندگی مخدومہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا) مولفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۱) مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنو وخلف اکبر حضرت مولانا سید عبد الحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۲۲) یعنی دونوں بھائی حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی وحضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ حالانکہ دونوں کی عمروں میں بیس سال کا تفاوت تھا۔

(۲۳) حضرت مولانا حکیم سید عبد الحی حسنی کا ۱۹۲۳ء میں انتقال ہوا اس وقت مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی ندوہ اور دیوبند سے علوم اسلامیہ کی تعلیم کی تکمیل کے بعد میڈیکل تعلیم کے آخری مرحلہ میں تھے پھر مطب شروع کیا اور اللہ نے ان

کے ہاتھ میں شفا رکھی، ایک حاذق طبیب کے ساتھ ایک اچھے عالم اور مربی کے طور پر ہی وہ سامنے آئے اور اپنے مختصر گھر میں وہ اپنے والد مرحوم کے جانشین ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اس خصوصیت کو اس طرح لکھا ہے کہ وہ ہم چھوٹے بھائی بہنوں کے شفیق باپ اور والدہ صاحبہ کے ایک سعادت مند فرزند بلکہ خادم تھے، میں نے ان سے صرف شفقت پدری کا اظہار ہوتے نہیں دیکھا بلکہ شفقت مادری کا بھی ظہور ہوتا تھا (کاروانِ زندگی: ۱/۷۹)؛ پھر ۱۹۳۱ء میں وہ ندوۃ العلماء لکھنو کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوگئے اور تیس سال اس عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۶۱ء میں وفات پائی انہی کے عہد میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تدریسی، تبلیغی، دعوتی، تصنیفی خدمات سے ندوہ کی شہرت کو چار چاند لگائے۔

(۲۴) مخدومہ سیدہ خیر النساء بہتر مرحومہ کی دوسری تمام دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی قبول ہوئی، انہوں نے اچھی عمر پائی ۹۳/ سال کی عمر میں ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں رائے بریلی میں وفات پائی اور انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ مشرق ومغرب اور عرب وعجم میں کس طرح حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر طرف پذیرائی ہو رہی ہے جس کی تفصیل کے لیے کاروانِ زندگی جلد اول کا مطالعہ خاص طور پر مفید ہوگا۔

(۲۵) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو کعبۃ اللہ کے طواف کے دوران بکثرت پڑھا کرتے تھے (انجینئر: محمد عثمان حیدرآبادی)۔

(۲۶) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی قدس سرہ، سابق ناظم ندوۃ العلماء وسابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ (ولادت: ۶/محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۵/ ڈسمبر ۱۹۱۳ء، روز جمعہ، وفات: ۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱/ ڈسمبر ۱۹۹۹ء، روز جمعہ۔

(۲۷) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ محترمہ سیدہ طیب النساء مرحومہ مراد ہیں، مختصر احوال کے لیے ملاحظہ ہو پرانے چراغ جلد سوم، اضافہ شدہ ایڈیشن۔

(۲۸) بھائی یعنی حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء جو عمر میں بیس سال بڑے اور مربی تھے، جس کے ایک فرزند مولانا سید محمد الحسنی مرحوم اور پانچ صاحبزادیاں بقید حیات رہیں اور صاحب اولاد ہوئیں، بہنوں میں بڑی محترمہ سیدہ امۃ العزیز مرحومہ (والدہ ماجدہ مولوی سید محمود حسن مرحوم، مولانا سید محمد ثانی حسنی مرحوم، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ، مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ) اور دوسری سیدہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ ہیں جن کے قلم سے حدیث کا اُردو مجموعہ زادِ سفر ترجمہ ریاض الصالحین، قصص الانبیاء اور مجموعہ حمد ومناجات باب کرم ومجموعہ تفت، موج نسیم نکلیں اور مقبول ہوئیں، بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۲۹) یہ دُعا بھی ان کی ایسی قبول ہوئی کہ ان کا وقت آخر بڑا ہی قابل

رشک رہا اور مکمل رجوع الی اللہ اور قلب زبان سے ذکر میں مشغول رہتے جیسے مسافر سفر آخرت میں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ذکر خیر مؤلفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مکتبہ اسلام لکھنو۔

(۳۰) مشہور محدث وفقیہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے الحزب الاعظم میں جو معتبر احادیث سے منتخب دُعاؤں کا مستند مجموعہ ہے، یہ دُعا اس طرح درج کی ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا وَفِيْ عَصَبِيْ نُوْرًا وَفِيْ لَحْمِيْ نُوْرًا وَفِيْ دَمِيْ نُوْرًا وَفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا۔

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے اور میری آنکھوں اور کان میں نور ڈال دے اور میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے پیچھے نور عطا فرما اور میرے آگے نور عطا فرما اور میرے اوپر سے اور میرے پیچھے سے نور ہی نور عطا فرما، اے اللہ! مجھے نور عطا فرما اور میرے لیے نور کردے اور میرے پٹھوں میں نور پیدا فرمادے اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں میں نور اور میرے بالوں میں نور بھر دے اور میری کھال میں میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور بخش دے اور مجھ

کو نورِ عظیم عطا کردے اور مجھے نور ہی نور کردے''۔

(۳۱) اس دُعا کا انہیں خاص التزام واہتمام رہتا تھا اور اس کی وہ دوسروں کو بھی خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید فرماتی تھی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تعلق سے لکھا ہے کہ: ''والدہ صاحبہ مجھے تاکید کرتی تھیں کہ میں جب کچھ لکھوں تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اَفْضَلَ مَاتُعْطِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ (اے اللہ! مجھے اپنے فضل سے وہ افضل سے افضل چیز عطا فرما جو تو اپنے نیک بندوں کو عطا فرمایا کرتا ہے) بھی لکھوں'' (کاروانِ زندگی، جلد:۱/ ۸۴)۔

(۳۲) حضرت مولانا علی قاری کی مشہور اوراد کی کتاب جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۳۳) مولانا سید ابوالخیر محدث حسنی رائے بریلوی حدیث کے بڑے عالم ادیب وشاعر تھے مخدومہ سیدہ خیر النساء بہتر رحمۃ اللہ علیہا کے حقیقی بھتیجے اور داماد تھے، سطورِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ الدعاء والقدر کا قلمی نسخہ ان کے ہی قلم سے ہے، کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنو کے شعبۂ مخطوطات میں قسم اوراد اُردو میں یہ محفوظ ہے اور ۸۶/ صفحات پر مشتمل ہے، الحمد للہ اس سے مراجعت کا کام بدھ ۷/ شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳/ جولائی ۲۰۱۶ء بوقت ایک بجے دن مکمل ہوا، تقبّل اللہ تعالیٰ وادام برکاته (محمود حسن حسنی)۔